Regd No E-P 67

رجسٹرڈ نمبر ای پی ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

بدر

ہفت روزہ — قادیان

شرح چندہ سالانہ چھ روپے
ششماہی ۳ روپے
ممالک غیر ۵۰–۷ روپے
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

جلد ۷ | ۹ اخاء ۱۳۳۷ھش | ۲۴ ربیع الاول ۱۳۷۸ھ | ۹ اکتوبر ۱۹۵۸ء | نمبر ۳۹

تامل ناڈ اور کیرالہ میں احمدی مبلغین کا تبلیغی دورہ

۷۵ امیل کا سفر — بیسیوں تبلیغی جلسے اور آٹھ افراد کا قبول احمدیت!

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن مدراس

دورہ تامل ناڈ جب سے خاکسار مدراس میں بطور مبلغ متعین ہوا ہے۔ اُسی وقت سے یہ ارادہ اور خواہش تھی۔ کہ تامل ناڈ کا بھی دورہ کروں۔ تاکہ احمدیہ جماعتوں کی تربیت کے علاوہ اُس علاقہ میں تبلیغی جدوجہد کے مواقع کا جائزہ بھی لے سکوں۔ مگر تامل زبان نہ جاننے کی وجہ سے یہ معاملہ التواء میں پڑتا چلا گیا۔ گذشتہ ماہ اگست میں معلوم ہوا کہ مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب فاضل مالاباری مبلغ انچارج کیرالہ تامل ناڈ کے علاقہ میں تشریف لا رہے ہیں۔ آپ ملیالم زبان کے علاوہ تامل زبان میں بھی دسترس رکھتے ہیں۔ اور تامل میں تقریر و تحریر کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اس موقعہ سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ کہ مکرم مولوی عبد اللہ صاحب فاضل مالاباری کے ہمراہ علاقہ تامل ناڈ کے دورہ کی اجازت دیجائے نظارت نے اجازت مرحمت فرمائی اور مکرم مولوی صاحب موصوف کے مشورہ سے دورہ کا پروگرام مرتب کر لیا گیا۔

روانگی از مدراس پروگرام کے مطابق خاکسار نے ۸ ستمبر کو مدراس سے "تروناپلی" کے لئے روانہ ہونا تھا۔ مگر ایک دن قبل شدید بخار میں مبتلا ہو گیا۔ احباب کا مطالبہ تھا کہ اپنی صحت کے پیش نظر میں اس سفر کو چند دن کے لئے ملتوی کر دوں۔ مگر طبیعت نے نہ چاہا کہ عرصہ سوا دو سال کے بعد جو تبلیغی موقعہ پیدا ہوا ہے اُسے کو پھر معرض التواء میں ڈال دوں۔ اسلئے باوجود بخار کے ۸ ستمبر کو حسب پروگرام سفر پر "توکلت علی اللہ" کہہ کر روانہ ہو گیا گاڑی میں بھی بخار رہا۔ مگر ہمارے جماعت کے ایک نوجوان عزیزم محمد جعفری صاحب ہمراہ تھے جو اپنے وطن کوٹار جا رہے تھے اُن کی وجہ سے راستہ میں قدرے سہولت رہی۔ جزاہ اللہ تعالےٰ احسن الجزاء۔ ۹ ستمبر کو بعد دوپہر "ترونا پلی" پہنچ گیا۔ اسٹیشن پر مکرم مولوی عبد اللہ صاحب فاضل اور احباب میلا پالیم موجود تھے۔ احباب سے مل کر ایمانی فرحت و سکون حاصل ہوا۔ مکرم مولوی عبید اللہ صاحب ۸ ستمبر کو ہی میلا پالیم پہنچ چکے تھے۔

روانگی برائے ستان کولم پروگرام کے مطابق ۱۰ ستمبر کو ہی ستان کولم پہنچنا تھا۔ "جہاں کافی عرصہ سے جماعت قائم ہے۔ چنانچہ بذریعہ بس ہم شام ۴ بجے ستان کولم پہنچ گئے۔ مکرم بشیر احمد صاحب سیکرٹری جماعت معہ احباب بس اسٹانڈ پر موجود تھے۔ اُن کی مدد سے ہم سب مسجد احمدیہ پہنچے گئے۔ ستان کولم کی جماعت کے اکثر احمدی آجکل سیلون میں تجارت کرتے ہیں۔ صرف چند افراد یہاں موجود ہیں۔ مگر یہ افراد بھی زبانی تبلیغ کے علاوہ بعض پمفلٹوں کی اشاعت اور تقسیم لٹریچر کے ذریعہ تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ جماعت کے پریذیڈنٹ جناب حافظ احمد عبد اللہ صاحب ایک معمر اور نیک دل اور مخلص نوازانسان ہیں۔ باوجود بیمار رہنے کے بلا امتیاز فرقہ و عقیدہ گاؤں کے بچے اور بچیوں کو قرآن مجید کی تعلیم مفت دیتے ہیں۔ اور اُن کے اس کار خیر کا گاؤں والوں پہ ایک نیک اثر ہے۔ اللہ تعالےٰ اُن کی صحت و عمر میں برکت دے۔ آمین۔

ستان کولم میں دو بیعتیں ستان کولم میں ہم ۱۱ ستمبر کی دوپہر تک ٹھہرے۔ اس دوران میں کرسٹانگرم پوسٹ رجو (ستان کولم سے قریباً ۱۲ میل کے فاصلہ پر ہے) کے دو دوستوں نے بیعت کی۔ پہلے وہاں صرف ایک دوست جناب ابو عبیدہ صاحب ہی احمدی تھے۔ اب اللہ تعالےٰ نے وہاں جماعت کے قیام کے اسباب پیدا کر دیئے ہیں۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے۔ کہ اسی گاؤں کے ایک اور دوست نے "میلا پالیم" میں آکر بیعت کی۔ گویا اب اُس گاؤں میں تین افراد احمدی ہو گئے ہیں۔ اللّٰہم زد فزد۔

قیام ستان کولم کے دوران اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے میری طبیعت بھی اچھی ہو گئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

روانگی از ستان کولم — رسیدگی کوٹار حسب پروگرام ہم ستان کولم سے ۱۱ ستمبر کو بعد دوپہر کوٹار کے لئے بذریعہ بس روانہ ہوئے چونکہ یہاں سے ۲۰۰ میل کے فاصلہ پر ہے اور شام کو ۷ بجے کوٹار پہنچ گئے۔ راستہ میں "تانگا نیری" پر ۲ گھنٹے رکنا پڑا۔ ۱۲ ستمبر کو جمعہ تھا۔ خطبہ جمعہ مکرم مولوی عبد اللہ صاحب فاضل نے پڑھا۔ اور اس میں احباب کو پابندی نماز اور تبلیغ کی طرف توجہ دلائی۔

کوٹار کا دار التبلیغ بر لب سڑک ہے مسجد اور لائبریری ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی جلسوں کے لئے ایک گراؤنڈ بھی ہے۔

جلسہ کوٹار کوٹار میں ۱۲ اور ۱۳ ستمبر دو دن تبلیغی اور تربیتی جلسوں کا پروگرام تھا۔ اشتہارات شائع کئے گئے تھے۔ احمدیہ دار التبلیغ کے کمپاؤنڈ میں ہی ان جلسوں کا انتظام کیا گیا۔ لاؤڈ سپیکر بھی لگایا گیا۔ ۱۲ ستمبر کو ۵½ بجے شام جلسہ شروع ہوا۔ جلسہ کی صدارت مکرم مولوی عبد اللہ صاحب فاضل نے فرمائی۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد خاکسار نے قریباً ایک گھنٹہ "اسلام اور امن عالم" کے موضوع پر تقریر کی جس کا ترجمہ تامل میں مکرم مولوی صاحب ساتھ ساتھ کرتے جاتے تھے۔ اس کے بعد نماز مغرب کے لئے جلسہ ملتوی ہوا۔

بعد نماز مغرب ۷ بجے جلسہ شروع ہوا۔ اور مکرم مولوی صاحب نے ۱½ گھنٹہ مسائل اسلام و احمدیت پر ایک مدلل تقریر فرمائی۔ ۸½ بجے شب یہ اجلاس ختم ہوا۔

۱۳ ستمبر کو بعد نماز مغرب ۷ بجے جلسہ شروع ہوا۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد مکرم شیخ علی صاحب سیکرٹری جماعت نے نو مبائعین کی حسنہ حالی اور "ظہور مہدی" پر نصف گھنٹہ تقریر کی۔ بعد خاکسار نے "احمدیت کیا ہے" کے موضوع پر ایک گھنٹہ تقریر کی۔ جس کا تامل ترجمہ مکرم مولوی عبد اللہ صاحب نے کیا۔

اخبار احمدیہ

ربوہ ۳ اکتوبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ اطلاع مظہر ہے کہ — کل دن بھر طبیعت خدا کے فضل سے اچھی رہی لیکن شام کے وقت سر سے داہنی پیشانی تک ضعف کی شکایت ہو گئی۔ گو آج صبح طبیعت پہلے سے بہتر ہے تاہم ضعف کا اثر ابھی چل رہا ہے۔

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کیلئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

ربوہ۔ محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل کی صحت پہلے کی نسبت اچھی ہے اور بعض جگر سے متعلق شکایات باقی ہیں احباب دعا فرمائیں۔

قادیان ۷ اکتوبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیرو عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

قادیان ۷ اکتوبر درمیانی شب مکرم مرزا بشیر الدین منور احمد صاحب معاون ناظر تعلیم و تربیت کے ہاں لڑکا تولد ہوا۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو لمبی عمر عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔ آمین۔

نو مسلم جرمن سیاح جناب سعید فرانز کی قادیان میں تشریف آوری

قادیان ۷ اکتوبر۔ نو مسلم جرمن سائیکل سیاح جناب سعید فرانز ربوہ اور لاہور سے ہوتے ہوئے مورخہ ۳ اکتوبر کو پانچ بجے شام مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے قادیان پہنچے۔ احمدیہ چوک میں استقبال کیا گیا۔ دو روز قیام کے بعد آج گیارہ بجے کے قریب بھارت کے دیگر مقامات کی سیاحت کے لئے روانہ ہو گئے۔ روانگی کے وقت احباب جماعت نے اپنے نو مسلم جرمن بھائی کو دعا اور مصافحہ کے ساتھ الوداع کیا۔

کل گیارہ بجے مدرسہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام مڈل سکول میں دی گئی ایک پارٹی میں معزز مہمان نے طلباء کو خطاب کرتے ہوئے مختصر طور پر اپنے سفر کے بعض کوائف بیان کئے۔ آپ نے بتایا کہ اپریل ۱۹۵۸ء میں اپنے وطن مغربی جرمنی سے سائیکل پر روانہ ہوئے۔ اور آسٹریا۔ یوگوسلاویہ۔ ترکی۔ ایران۔ پاکستان سے ہوتے ہوئے واہگہ بارڈر سے بھارت کی سیاحت کے لئے مورخہ ۳ اکتوبر کو وارد ہوئے۔ راستہ میں بہت سے خوبصورت مقامات دیکھے اور بہت سے ملکوں کے باشندوں سے ملنے اور اُن کے رہن سہن کے طور طریق سے علم حاصل کرنے کا موقعہ ملا۔

آپ نے بتایا کہ نومبر ۱۹۵۵ء میں جناب چوہدری عبد اللطیف صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن جرمنی کے ذریعہ انہیں قبول اسلام کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ پاکستان میں آنے پر آپ نے قریباً دو ماہ ربوہ میں قیام کیا۔ اور بھارت کے مختلف مقامات کی سائیکل پر سیاحت کرنے کے بعد آپ سنگاپور اور انڈونیشیا جائیں گے۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ساتھ ساتھ کرتے چلے گئے۔ بالآخر مکرم مولوی عبد اللہ صاحب فاضل نے جو صدر اجلاس بھی تھے۔ ۱۱ بجے شب تک تقریر فرمائی۔ اور اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ کی امتیازی تعلیم اور تبلیغی کارناموں کو پیش فرمایا۔

قیام کوٹار میں ایک بیعت کوٹار میں قیام کے دوران میں ایک نوجوان بیعت کر کے داخل سلسلہ ہوئے۔ اگرچہ وہ ابھی تک جماعت کے ہمدرد اور اس کے عقائد دلچسپی رکھنے والے تھے۔ مگر باقاعدہ بیعت نہ کی تھی۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے۔ اور خدمت دین کی توفیق دے۔ آمین۔

جماعت کے پریذیڈنٹ مکرم ایم عبد القادر صاحب کے والد صاحب احمدیت کے شدید مخالف ہیں۔ مگر بیٹا احمدیت کا انتہائی شیدائی و فدائی ہے۔ مکرم شیخ علی صاحب سیکرٹری جماعت کے والد صاحب بھی احمدی نہیں۔ مگر بیٹا احمدیت کی تبلیغ میں دن رات مشغول رہنے والا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان احمدیوں کے والدین کو احمدیت کی نعمت سے متمتع فرمائے۔ آمین۔

روانگی از کوٹار حسب پروگرام ۱۱ر ستمبر کی صبح کو کوٹار سے میلاپالیم کے لئے روانہ ہوئے۔ جو کوٹار سے ۵۷ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ایک بجے بعد دوپہر منزل مقصود پر پہنچ گئے۔ میلاپالیم کی بستی ترنلویلی سے دو میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور اس بستی میں ۵۱ ہزار مسلمان ہیں۔ اکثر دبیشتر مزدور پیشہ کھڈی کا یا بیڑی بنانے کا کام کرنے والے ہیں۔

جلسہ ہائے میلاپالیم تین روزہ میلاپالیم میں پہلے ایک دوست جناب پی۔ ایس محمد اسماعیل ہی احمدی تھے مگر اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ تعداد دس ہو گئی ہے۔ ایک جماعت قائم ہو گئی ہے۔ نیز باضابطہ عہدیداران جماعت کا انتخاب زیر صدارت مکرم مولوی عبد اللہ صاحب فاضل عمل میں آیا۔ جس کی رپورٹ بغرض منظوری مرکز میں بھجوا دی گئی ہے۔

مقامی جماعت نے ایک مکان دار التبلیغ کے لئے فی الحال کرایہ پر لیا ہے۔ انشاء اللہ عنقریب ہی جماعت اپنا ذاتی مکان بنا لے گی اللہ تعالیٰ اُن کی اس خواہش کو جلد پورا فرمائے۔ آمین۔

پروگرام کے مطابق یہاں دو دن ۱۵ اور ۱۶ر ستمبر جلسہ تھا۔ مگر تقاریر کی کامیابی اور احباب کی دلچسپی کے پیش نظر ۱۷ر ستمبر کو بھی جلسہ منعقد کیا گیا۔ جلسوں کا اعلان بذریعہ اشتہارات دمنادی کیا گیا۔

۱۵ر ستمبر کو بعد نماز عشاء ۹ بجے شب احمدیہ دار التبلیغ میں جلسہ زیر صدارت مکرم مولوی عبد اللہ صاحب فاضل شروع ہوا۔ لاؤڈ سپیکر کا انتظام تھا۔ دار التبلیغ کا ہال لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ اور باہر سڑک پر اور گردو نواح کے مکانات کے اوپر کافی تعداد میں لوگ تقاریر سننے کے لئے جمع تھے۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد خاکسار نے "اسلام اور دیگر مذاہب" کے موضوع پر دو گھنٹہ تقریر کی۔ جس کا تامل ترجمہ مکرم صاحب صدر ساتھ ساتھ کرتے جاتے تھے اس تقریر میں خاکسار نے اسلام کی خوبیاں احمدیت کے نقطۂ نگاہ سے بیان کیں اور بتایا اس زمانہ میں "زندہ اسلام" کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آکر پیش کیا۔ اور آپ کے ذریعہ سے ہی اس مادیت و الحاد کے زمانہ میں اسلام کو دیگر ادیان پر غلبہ حاصل ہوا۔ اور دنیا آج مجبور ہو کر اسلامی اصولوں کو مختلف ناموں اور لیبلوں کے ماتحت قبول کر رہی ہے۔

۱۶ر ستمبر کو پھر جلسہ ۹ بجے شب حسب پروگرام منعقد ہوا۔ مکرم مولوی عبد اللہ صاحب فاضل صدر جلسہ تھے خاکسار نے اس جلسہ میں "کلمہ طیبہ اور اس کی فلاسفی" پر دو گھنٹہ تقریر کی جس کے ضمن میں اسلامی اصولوں و احکام کی حکمت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور فیضان روحانی اور ظہور مہدی و مسیح کا ذکر کیا۔ اس تقریر کا ترجمہ بھی صاحب صدر ساتھ ساتھ تامل میں کرتے جاتے تھے۔

۱۷ر ستمبر کو احباب میلاپالیم کی خواہش پر پھر جلسہ منعقد کیا گیا۔ وہ لوگ اسلامی احکام کی حکمت اور احمدیت کے مخصوص عقائد و تعلیمات کے بارہ میں معلومات حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اور مبلغین سلسلہ کی آمد سے یہ موقعہ پیدا ہوا تھا۔ مکرم مولوی عبد اللہ صاحب فاضل نے باوجود علالت طبع کے "اسلام کیا ہے اور احمدیت کے مخصوص مسائل کیا ہیں" کے موضوع پر ۱½ گھنٹہ تقریر فرمائی۔ رات ساڑھے گیارہ بجے جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

میلاپالیم کے جلسوں کے تاثرات میلاپالیم میں مبلغین احمدیت کی آمد سے ہی ایک ہلچل پیدا ہو گئی۔ ابھی جلسہ بھی نہیں ہوا تھا کہ مخالفین احمدیت نے بغیر تقاریر سننے کے پولیس میں رپورٹ کی کہ احمدیوں کا جلسہ روک دیا جائے۔ یہ ہمارے خلاف تقریریں کریں گے۔ مگر پولیس نے اُن سے اتفاق نہ کیا۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے تین دن تک احمدیوں کے کامیاب جلسے ہوئے اور تقاریر کا ایک نیک اثر سامعین پر پڑا۔

میلاپالیم میں نئے احمدی اس دورہ کے نتیجہ میں میلاپالیم میں چار مقامی دوستوں نے اور ایک کرسٹانگرم پوسٹ کے دوست نے بیعت کی اور داخل سلسلہ عالیہ احمدیہ ہوئے۔ میلاپالیم ابھی کافی سعید روحیں ہیں۔ جو انشاء اللہ عنقریب ہی احمدیت کے قبول کرنے کی سعادت حاصل کرینگے

احمدیوں میں بیداری اس تبلیغی دورہ کی وجہ سے تامل ناڈ کے احمدیوں میں بھی بیداری پیدا ہو گئی ہے۔ اور اب وہ تبلیغ کی طرف توجہ کر رہے ہیں چنانچہ کوٹار کے جلسوں میں شرکت کے لئے میلاپالیم کے بعض دوست وہاں آئے اور میلاپالیم کے جلسوں میں شرکت کے لئے کوٹار سے اور کرسٹانگرم سے دوست تشریف لائے۔ اس طرح جہاں باہمی اخوت کا جذبہ بڑھا وہاں ایک دوسری جماعت کی حوصلہ افزائی بھی ہوئی۔

میلاپالیم کے نواحمدیوں میں سے مکرم ایم۔ پی محمد شریف صاحب اگرچہ معمر آدمی ہیں مگر تبلیغ کا انتہائی جوش رکھنے والے ہیں۔ امید ہے کہ وہاں احمدی نوجوانوں کے عزم و جوش اور بزرگان کے تدبر و رہنمائی کے نتیجہ میں وہاں ایک مضبوط جماعت قائم ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ میں برکت دے۔ آمین۔

روانگی از میلاپالیم برائے کروناگاپلی جب ہم ستان کولم ۱۷ر ستمبر کو پہنچے۔ تو معلوم ہوا کہ جماعت کروناگاپلی کی طرف سے تار آیا ہے۔ کہ مکرم مولوی عبد اللہ صاحب فاضل۔ خاکسار اپنی اور مکرم محمد کریم اللہ صاحب نوجوان کے ہمراہ کروناگاپلی تشریف لائیں۔ تاکہ وہاں بھی تبلیغی جلسہ منعقد کیا جائے۔ چنانچہ مکرم مولوی صاحب نے (جو صوبہ کیرالہ کے انچارج مبلغ ہیں) کروناگاپلی میں اطلاع دی کہ ۲۰ و ۲۱ر ستمبر کو جلسہ رکھ لیا جائے۔ ہم انشاء اللہ ۱۸ر ستمبر کو ہی وہاں پہنچ جائیں گے۔ چونکہ مکرم نوجوان صاحب اس دورہ میں ہمارے ساتھ نہ تھے۔ اسلئے اُن کو مدراس اطلاع دی گئی۔ کہ وہ بھی جلسہ میں شمولیت کے لئے احباب جماعت کی خواہش کے مطابق کروناگاپلی ۲۰ر ستمبر تک پہنچ جائیں۔

چنانچہ اس پروگرام کے مطابق خاکسار اور مکرم مولوی عبد اللہ صاحب فاضل ۱۸ر ستمبر کی صبح کو میلاپالیم سے روانہ ہو کر شام کو کروناگاپلی پہنچ گئے۔ جو میلاپالیم سے ۱۱۶ میل ہے۔ یہ راستہ ۳۱ میل بس میں اور ۷۲ میل ریل میں اور ۱۶ میل (از کوئیلون تا کروناگاپلی) کار میں طے کیا۔ کوئیلون کے اسٹیشن پر مکرم جناب محمد یوسف صاحب وائس پریذیڈنٹ۔ مکرم جناب ابوبکر صاحب جنرل سیکرٹری اور مکرم جناب مولوی احمد رشید صاحب تشریف لے آئے تھے۔ اُن کے ہمراہ ہم سب کار میں کروناگاپلی پہنچ گئے۔ سب سے پہلے مکرم جناب محی الدین صاحب پریذیڈنٹ جماعت کے مکان پر گئے۔ اُن کی طبیعت بعض عوارض کی وجہ سے اکثر علیل رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو شفاء کاملہ عاجلہ عطا فرمائے سلسلہ کے لئے بڑی قربانی کرنے والے دوست ہیں۔ احباب جماعت بھی وہاں ہی پہنچ گئے۔ نماز مغرب وعشاء وہاں ہی پڑھی گئی۔ پھر احمدیہ مشن ہاؤس میں پہنچ گئے۔ جو مقامی جماعت کی ملکیت ہے

جلسہ کروناگاپلی کروناگاپلی میں ۲۰ و ۲۱ر ستمبر دو دن جلسہ تھا اس جلسہ کا اعلان بذریعہ اشتہارات کیا گیا تھا ۲۰ر ستمبر کو مکرم نوجوان تشریف لے آئے جلسہ کا انتظام احمدیہ دار التبلیغ کے صحن میں کیا گیا تھا۔

۲۰ر ستمبر کی شام کو پہلا اجلاس تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوا۔ جو خاکسار کی جلسہ کے صدر مکرم مولوی عبد اللہ صاحب فاضل مبلغ سلسلہ تھے۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد مکرم محمد کریم اللہ صاحب نوجوان نے انگریزی میں "سیرۃ طیبہ آنحضرت صلعم" پر پون گھنٹہ تقریر کی جس کا ملیالم ترجمہ مکرم شمس الدین صاحب سیکرٹری مال نے سُنایا۔ اس کے بعد خاکسار نے "مذہب و سائنس۔ اسلام امن عالم" کے موضوع پر ۱½ گھنٹہ تقریر کی جس کا ملیالم زبان میں ترجمہ مکرم مولوی احمد رشید صاحب ساتھ ساتھ کرتے جاتے تھے۔ بالآخر صاحب صدر نے اپنی اختتامی تقریر میں مسلمانوں کی موجودہ خستہ حالی اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ پر روشنی ڈالی۔ اور بتایا کہ اب مسلمانوں کی ترقی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قبول کرنے کے نتیجہ میں ہی ہو گی۔ کیونکہ یہ خدائی تقدیر اور آنحضرت صلعم کی پیشگوئی ہے۔ یہ اجلاس ۹½ بجے شب تک جاری رہا۔

۲۱ر ستمبر کو ۶½ بجے شام پھر جلسہ منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں پہلی تقریر مکرم نوجوان صاحب نے انگریزی میں "آنحضرت صلعم کے ذریعہ ایک روحانی انقلاب" کے موضوع پر کی جو تقریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہی جس کا ملیالم ترجمہ مکرم ایس عبد الوہاب صاحب ایم اے نے پیش کیا۔ اس کے بعد خاکسار نے "جماعت احمدیہ کے عقائد" پر ½ گھنٹہ تقریر کی۔ جس میں بتایا کہ احمدیت حقیقی اسلام کا ہی دوسرا نام ہے۔ حضرت مسیح موعود کی بعثت کا مقصد خدمت دین اور اشاعت اسلام ہے۔ اور اسی مقصد کے حصول کے لئے جماعت احمدیہ دن رات جدوجہد کر رہی ہے۔ ہماری تبلیغی مساعی ہمارے قلوب کی آئینہ دار ہیں۔ دوست قریب آکر ہم کو دیکھیں۔ لٹریچر کا مطالعہ کریں انہیں یہاں سوائے اسلام کے کچھ نظر نہیں آئے گا۔ اس تقریر کا ملیالم ترجمہ ساتھ ساتھ مکرم مولوی احمد رشید صاحب کرتے چلے گئے۔ اور بالآخر مکرم مولوی عبد اللہ صاحب فاضل نے پون گھنٹہ تک اسلامی اصول کی برتری پر

(باقی ہے)

درخواست دعا۔ مکرم چوہدری محمود احمد صاحب شاد میلاپالیم (انڈیا) کے متعلق بذریعہ تار اطلاع ملی ہے کہ وہ سخت بیمار ہیں اور ہسپتال میں داخل ہیں احباب جماعت اپنے مجاہد بھائی کی کامل شفایابی کیلئے دعا کریں۔

خطبہ جمعہ

جو لوگ اپنی اولاد کی تربیت سے غافل ہو جاتے ہیں اُن کی نسلیں روحانی لحاظ سے تباہ ہو جاتی ہیں

اپنی اولاد کو دُنیا طلبی کی خواہش سے بچاؤ اور ہمیشہ انہیں بتاتے رہو کہ جو اللہ تعالیٰ کے ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کا ہو جاتا ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۵ ستمبر ۱۹۵۸ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
پچھلے سے پچھلے جمعہ بھی

گرمی کی شدت تھی

اور میں نے شکایت کی تھی کہ گرمی کی وجہ سے طبیعت خراب رہتی ہے۔ مگر پھر اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل کیا۔ کہ بارش ہو گئی۔ اور ایسی ٹھنڈک ہو گئی کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے ہم کسی اونچے پہاڑ پر رہتے ہیں۔ مگر آج پھر گرمی کی شدت ہے۔ معلوم نہیں کیا وجہ ہے کہ گرمی کم ہونے میں ہی نہیں آتی۔ حالانکہ ستمبر کا وسط آگیا ہے۔ بہر حال میں آج یہ بات کہنی چاہتا ہوں کہ قرآن کریم میں

اللہ تعالیٰ کے اسماء

الظاہر و الباطن بھی آتے ہیں جیسا کہ وہ فرماتا ہے

هو الاول والآخر والظاهر والباطن (سورہ حدید ع ۱)

وہ اول بھی ہے اور آخر بھی اور ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔
اس جگہ خدا تعالیٰ کو

الظاہر و الباطن

قرار دینے کا وہی مفہوم ہے جو
اللہ نور السموات والارض۔ (سورۂ نور ع ۵)
میں بیان کیا گیا ہے یعنی ظاہری طور پر جو خوبیاں اور نیکیاں کسی انسان میں پائی جاتی ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی آتی ہیں۔ اور باطنی طور پر جو صفائی دل میں پیدا ہوتی ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے اسی مضمون کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ

واعلموا ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ۔
(انفال ع ۳)

یعنی جان لو کہ اللہ تعالیٰ انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل رہتا ہے یعنی انسانی قلب میں کوئی بھی ایسا خیال پیدا نہیں ہوتا۔ جو اللہ تعالیٰ کی نظر سے نہ گزرتا ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ انسان کی تائید میں ہو۔ تو

شیطانی وساوس اور شبہات

اس کے ایمان کو متذبذب نہیں کر سکتے۔ لیکن اگر خدائی تائید شامل حال نہ ہو۔ تو شیطانی وساوس اس پر اثر ڈال لیتے ہیں۔ گویا بتایا کہ ظاہر میں جس قدر خوبیاں پائی جاتی ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی پیدا ہوتی ہیں۔ اور باطنی صفائی بھی اسی کے فضل سے میسر آتی ہے۔ یہ انسان کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ لوگ عموماً سمجھ لیتے ہیں۔ کہ جب ہم اچھے ہیں تو لازماً ہماری اولاد بھی قیامت تک اچھی ہی رہے گی۔ اور اسی وجہ سے وہ ان کی نیک تربیت اور دینی تعلیم سے غافل ہو جاتے ہیں۔ جس کا

نتیجہ یہ ہوتا ہے

کہ ان کی آئندہ نسلیں بالکل تباہ ہو جاتی ہیں۔ دنیا میں تمام تباہیاں اور بربادیاں اسی وجہ سے ہوتی ہیں کہ لوگوں نے یہ خیال کر لیا کہ جب ہم اچھے ہیں۔ تو لازماً ہماری اولاد بھی اچھی رہے گی۔ حالانکہ نہ قومی نیکیاں خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر حاصل ہوتی ہیں اور نہ آئندہ نسلوں کی درستی اس کے فضل کے بغیر ہوتی ہے اور اگر کسی وقت ہماری جماعت نے بھی اس نکتہ کو فراموش کر دیا تو اسے بھی انہی روحانی خطرات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جو پہلی قوموں کو پیش آئے۔ ہماری موجودہ حالت تو ابھی ایسی ہی ہے جیسے کہتے ہیں "کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ" ابھی تو ہم نے کوئی کام ہی نہیں کیا۔ صرف چند آدمی زندگیاں وقف کر کے غیر ممالک میں گئے ہیں۔ مگر ان کی قربانی صحابہؓ اور حواریوں کی قربانیاں تو الگ رہیں۔ امت محمدیہ میں جو بلند مرتبہ صوفیاء گذرے ہیں ان کی قربانیوں کے مقابلہ میں بھی پیش نہیں کی جا سکتی۔

حضرت معین الدین صاحب چشتی

ایران کے سلاطین چشت سے ہندوستان آئے اور اجمیر چلے گئے۔ جہاں کی تو میں اس وقت ایک مسلمان بھی نہیں تھا۔ اور پھر بغیر ایک پیسہ لئے بغیر وہیں اپنی ساری عمر گذار دی۔ لیکن ہمارے مبلغوں کی طرف سے کئی دفعہ چٹھیاں آجاتی ہیں کہ ہمیں خرچ کم ملتا ہے اسے بڑھایا جائے یعنی سمجھتے ہیں کہ اس کم خرچ میں لوگوں پر ہماری شان ظاہر نہیں ہوتی۔ لیکن

سوال یہ ہے

کہ کیا صرف انہی کو اپنی شان دکھانے کی ضرورت ہے۔ حضرت معین الدین چشتیؒ اور دوسرے اولیاء کی کوئی شان نہیں تھی۔ انہوں نے تو غربت اور مسکنت میں ہی اپنی عمر گذار دی مگر ہمارا مبلغ لکھتا ہے کہ ہمیں خرچ کم ملتا ہے اسے بڑھایا جائے۔ حالانکہ اگر غور کیا جائے۔ تو جہاں تک غیر ممالک میں جانے کا سوال ہے ایمبیسی میں کام کرنے والے جتنے آدمی ہیں سب غیر ممالک میں رہتے ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ ان کو زیادہ تنخواہ ملتی ہے اور ہمارے مبلغ کو کم ملتی ہے ورنہ جہاں تک وطن سے باہر رہنے کا سوال ہے اس میں ہمارا مبلغ اور ایمبیسی میں ملازمت اختیار کرنے والا نوجوان برابر ہوتے ہیں بلکہ ہمارے مبلغوں کو جو گذارہ ملتا ہے اس میں تو کئی غیر احمدی بھی احمدیت کی تبلیغ کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ہر سال مجھے بعض غیر احمدیوں کے ایسے خطوط آجاتے ہیں۔ کہ ہم اسی بات کیلئے تیار ہیں کہ

غیر ممالک میں احمدیت کی تبلیغ

کریں۔ آپ ہمیں اپنے روپیہ پر باہر بھجوا دیں غرض غیر ممالک میں جانے کے لئے تو لوگ ترستے رہتے ہیں۔ اور ہمارا مبلغ مفت میں یورپ اور امریکہ پہنچ جاتا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ جب میں پہلی دفعہ یورپ گیا۔ تو میرے بہنوئی نواب محمد علی خان صاحب کا ایک لڑکا بھی ان دنوں وہیں گیا ہوا تھا۔ میں نے سنا کہ وہ

سلسلہ کے خلاف باتیں

کرتا ہے۔ میں نے ایک دوست سے جو اب بیرسٹر ہیں اور سرگودھا میں کام کرتے ہیں اور ان دنوں تعلیم کے لئے وہاں گئے ہوئے تھے پوچھا کہ بات کیا ہے۔ اور وہ سلسلہ کے خلاف کیوں باتیں کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ اسے اس بات پر غصہ ہے کہ سلسلہ نے نوابوں کو ذلیل کر دیا ہے۔ چنانچہ اس نے ایک مبلغ کا نام لے کر کہا کہ انہوں نے جب اس جیسے ذلیل آدمی کو مبلغ بنا کر بھیج دیا۔ تو اب بتاؤ کہ

ہماری کیا عزت رہی

وہ اس مبلغ کے متعلق سمجھتا تھا کہ وہ بہت ہی ذلیل آدمی ہے۔ اور خیال کرتا تھا کہ جب انہوں نے فلاں شخص کو جو صرف انٹرنس پاس ہے مبلغ بنا کر بھیج دیا ہے تو اب نواب تو ذلیل ہو گئے۔ ان کی بھلا کیا عزت رہی۔ گویا اسے یہ غصہ تھا کہ اتنے کم تعلیم یافتہ اور معمولی آدمی کو لنڈن کیوں بھجوا دیا۔ اور یہاں اس ملک میں کسی آدمی کا تبلیغ کے لئے جانا بڑی بھاری قربانی سمجھا جاتا ہے۔ وہاں ایک شخص کو اس پر اعتراض آگیا کہ فلاں کو مبلغ بنا کر کیوں بھیجا گیا ہے۔ اور ہمارا مبلغ اس غلط فہمی کا شکار رہتا ہے کہ وہ

سلسلہ کی خدمت

کر کے کوئی قربانی کر رہا ہے۔ حالانکہ بیرونی ممالک میں ہمارے جس قدر مبلغ کام کر رہے ہیں۔ ان سب کو صرف سلسلہ کی وجہ سے ہی عزت اور شہرت نصیب ہوئی ہے بعض ہیں جو ہمارے مبلغ رہے ہیں ان کو بھی سلسلہ نے ہی تعلیم دلائی تھی۔ اور پھر وہاں جا کر بھی ان کی بڑی عزت ہوئی جس دن انہوں نے وہاں سے روانہ ہونا تھا۔ اسرائیل کے پریذیڈنٹ نے اپنے سیکرٹری کے ذریعہ انہیں پیغام بھجوایا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ واپس جا رہے ہیں۔ آپ جانے سے پہلے ایک دفعہ مجھ سے ضرور مل لیں۔ چنانچہ وہ ملنے کے لئے گئے۔ اور جب باتیں ہو چکیں۔ تو وہ انہیں کمرے سے باہر انہیں چھوڑنے کے لئے آیا۔ اور جب انہوں نے مصافحہ کیا تو سرکاری فوٹوگرافر جو اس نے پہلے سے مقرر کیا ہوا تھا۔ اس نے فوراً دونوں کا فوٹو لے لیا۔ اور پھر سارے شام اور مصر اور امریکہ کے اخباروں میں اسے شائع کرایا گیا اور لکھا گیا کہ اسلامی مبلغ اسرائیل کے پریذیڈنٹ سے مصافحہ کر رہا ہے۔۔

چوہدری ظفر اللہ خان صاحب

شام گئے۔ تو وہاں لوگوں نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ اسرائیل سے مل گئے ہیں۔ انہوں نے کہا نہیں۔ وہ کہنے لگے اخباروں میں تو تصویریں چھپی ہیں کہ آپ کا مبلغ اسرائیل کے پریذیڈنٹ سے مصافحہ کر رہا ہے۔ دراصل اس نے چالاکی کی تھی۔ بظاہر تو اس نے ہمارے مبلغ کو ملنے کے لئے بلوایا۔ مگر در پردہ اس کا مقصد یہ تھا کہ ہم مصافحہ کے وقت ان کا فوٹو لے لیں گے۔ اور تمام ممالک میں پروپیگنڈا کریں گے کہ اسلامی مبلغ اور اسرائیل میں دوستی ہے۔ چنانچہ جب وہ انہیں باہر چھوڑنے

آیا۔ اور انہوں نے مصافحہ کیا۔ تو سرکاری فوٹو گرافر نے فوٹو لے لیا۔ اسی سے ہندوستان اور مصر اور شام اور امریکہ میں چھپ گیا تو دیکھو ہمارے مبلغ کا کتنا بڑا اعزاز ہوا۔ کہ اسرائیل کا پریذیڈنٹ جو بادشاہ کے طور پر تھا اس نے خود ملاقات کی خواہش کی۔ اور پھر مصافحہ کے فوٹو اس نے تمام اخبارات میں شائع کروائے۔ اسی طرح ایران کا بادشاہ لنڈن گیا۔ تو اس نے ایک اعلےٰ درجہ کا کمپاس مسجد کے لئے تحفہ کے طور پر بھجوایا۔ ڈاکٹر سکارنو انڈونیشیا کا پریذیڈنٹ ہے۔ مگر اس نے

ہمارے مبلغ کا اتنا اعزاز کیا

کہ جب اس نے قرآن کریم کا ترجمہ تحفہ کے طور پر پیش کیا تو ڈاکٹر سکارنو کھڑا ہو گیا۔ اس نے قرآن کریم کو چوما۔ اسے اپنی آنکھوں سے لگایا۔ اور پھر اسے دیکھ کر کہا کہ آپ لوگوں نے اسلام کی بڑی بھاری خدمت کی ہے۔ پھر جب وہ لاہور آیا۔ اور گورنر پنجاب کی طرف سے اس کی دعوت ہوئی تو اس نے اپنے پرائیویٹ سیکرٹری سے پوچھا کہ کیا احمدی مبلغ کو بھی بلایا گیا ہے یا نہیں۔ اس نے کہا نہیں۔ وہ کہنے لگا منتظمین کو کہہ دیا جائے کہ ان کو بھی بلایا جائے۔ چنانچہ گورنر کی طرف سے ان کو بھی شمولیت کی دعوت آگئی۔ اب دیکھو انڈونیشیا کے پریذیڈنٹ نے ہمارے مبلغ کا کتنا اعزاز کیا کہ ہمارے اپنے گورنر نے تو اسے نظر انداز کر دیا۔ مگر اس نے کہا۔ کہ جب مجھے بلایا ہے۔ تو پھر ان کو بھی بلایا جائے۔ اب کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ ہمارے مبلغ نے دین کی خدمت کر کے کوئی قربانی کی ہے

حقیقت یہ ہے

کہ اس نے کوئی قربانی نہیں کی۔ بلکہ خدا نے اس پر یہ احسان کیا۔ کہ اس نے اسے خدمت دین کی توفیق عطا فرمائی۔ جیسے قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے اعراب کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ کہ تم نے اسلام قبول کر کے ہم پر کوئی احسان نہیں کیا۔ بلکہ خدا نے تم پر یہ احسان کیا ہے۔ کہ اس نے تمہیں اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اسی طرح انہیں

غیر ممالک میں

احمدیت کا مبلغ بنا کر سلسلہ نے ان پر احسان کیا ہے۔ ورنہ ان کی حیثیتیں ہی کیا تھیں کہ وہ کسی غیر ملک میں جا سکتے۔ ان کو تو شاید پاسپورٹ بھی نہ ملتا۔ انہیں اگر پاسپورٹ ملا تو سلسلہ کے طفیل ملا۔ اور اگر وہ غیر ممالک میں گئے۔ تو سلسلہ کے طفیل گئے۔ حالانکہ دوسرے لوگوں کو پاسپورٹ ملنے میں بھی ہزاروں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

امریکن قونصل جنرل

جس کی حیثیت ایک [illegible] کی ہوتی ہے۔ وہ ایک دفعہ لاہور میں مجھے ملنے کے لئے آیا۔ اور کہنے لگا کہ اگر کوئی ایسی خدمت ہو جس کا میرے ساتھ تعلق ہو۔ تو مجھے بتایا جائے۔ میں اس کے متعلق اپنی پوری کوشش کروں گا۔ میں نے کہا۔

صرف ایک بات

ہے۔ اور وہ یہ کہ ہمارے مبلغوں کو امریکہ کا ویزا (VISA) ملنے میں دقتیں ہوتی ہیں۔ کہنے لگا۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمارے ملک میں یہاں سے جتنے لوگ جاتے ہیں سب منگتے یا ہاتھ دیکھنے والے ہوتے ہیں۔ اور ان کو ہمارا ملک پسند نہیں کرتا۔ ہم مبلغ صرف عیسائیوں کو سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ گرجا ان کی مدد کر رہا ہے باقی جس قدر لوگ ہیں ان کو ہم فقیر اور ارٹا پوپو سمجھتے ہیں۔ میں نے کہا ہم تو اپنی جماعت کے مبلغین کو باقاعدہ خرچ بھجواتے ہیں۔ اسلئے ہمارے متعلق اس قسم کا کوئی خیال نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ اس نے اپنی حکومت کو اس بارہ میں چٹھی لکھی اور چند دنوں کے بعد اس کی طرف سے جواب آگیا جس کی ایک نقل اس نے مجھے بھی بھجوادی۔ اس میں

حکومت امریکہ نے لکھا تھا

کہ ہم نے حکم دیدیا ہے۔ کہ احمدی مبلغوں کے راستہ میں کسی قسم کی روک نہ ڈالی جائے۔ کیونکہ ہمیں اس بات کا علم ہو چکا ہے کہ جیسے پادریوں کو باقاعدہ گزارے ملتے ہیں اسی طرح احمدی مبلغین کو بھی ان کا سلسلہ خرچ دیتا ہے۔ چنانچہ اس کے بعد روک دور ہو گئی۔ اور اب ہر مبلغ کو بڑی آسانی سے پاسپورٹ مل جاتا ہے۔ حالانکہ لوگوں کو پاسپورٹ لینے کے لئے بھی بڑی بڑی رقمیں خرچ کرنی پڑتی ہیں۔

چوہدری رستم علی صاحب کا ایک بھتیجا یا بھانجا ایک دفعہ (تقسیم سے قبل) بمبئی میں اس جرم میں پکڑا گیا۔ کہ وہ پاسپورٹ بنوانے کے لئے لوگوں سے پانچ پانچ چھ چھ سو روپیہ لیتا تھا۔ تو دوسرے لوگوں میں سے بڑی بڑی حیثیتوں والوں کو بھی پاسپورٹ کے ملنے میں کئی قسم کی دقتیں پیش آجاتی ہیں۔ لیکن ہمارا مبلغ جو ان سے بہت کم حیثیت ہوتا ہے اسے صرف جماعت میں شامل ہونے کی وجہ سے آسانی سے پاسپورٹ مل جاتا ہے۔

پاکستان کے ایک سابق وزیر تھے جو اپنی بیوی کے ساتھ

یورپ کی سیاحت کے لئے گئے

زیورک میں وہ شیخ ناصر احمد صاحب سے بھی ملے اور کہنے لگے کہ اگر میرے لائق کوئی خدمت ہو تو میں اس کے لئے حاضر ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں ایکسچینج کی دقتوں کی وجہ سے بہت دیر بعد خرچ ملتا ہے۔ اگر آپ اس دقت کو رفع کرا سکیں تو ہمیں آسانی ہو جائے گی۔ اس کی بیوی نے یہ بات سُنی تو وہ اپنے خاوند سے کہنے لگی کہ ان کے متعلق ضرور کوشش کرو۔ اب تو تم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو کہ کام وہ یہی لوگ کر رہے ہیں۔ تمہارے ایمبیسڈر تو صرف گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں یا [illegible] کرتے رہتے ہیں۔ اس نے وعدہ کیا کہ میں پونڈوں کی کمی دور کروانے کی کوشش کروں گا۔ مگر اس کے آتے ہی وزارت بدل گئی۔ اور وہ اپنے وعدہ کو پورا نہ کر سکا۔ مگر خدا تعالےٰ نے بعض اور آدمی پیدا کر دیئے جنہوں نے پونڈوں کی کمی کے باوجود ہمارے ساتھ نیک سلوک کیا۔ اس کی وجہ سے ہمارے مبلغوں کو کچھ نہ کچھ خرچ پہنچتا ہی رہتا ہے۔ بہرحال

یہ اللہ تعالےٰ کا احسان ہے

کہ وہ ہمیں قربانی کی توفیق دے رہا ہے مگر سوال یہ ہے کہ صرف اتنی قربانی کرنے پر ہم یہ کسی طرح امید کر سکتے ہیں کہ ہزاروں نہیں لاکھوں سال تک خدا تعالےٰ کا سایہ ہماری جماعت کے سر پر رہے گا۔ صحابہؓ نے جو قربانیاں کیں وہ اپنی ذات میں اتنی بے مثال ہیں کہ آج بھی ان کا تصور کر کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بلالؓ کے نمونہ کو ہی دیکھ لو۔ کیا آج کوئی ایک بھی احمدی ہے جو بلالؓ جیسا نمونہ دکھا سکے سخت گرمیوں کے موسم میں جب دھوپ خوب چمک رہی ہوتی تھی۔ لوہے کی میخوں والے جوتے پہن کر مکہ کے لوگ بلالؓ کے سینہ پر چڑھ جاتے۔ اس پر ناچتے اور کودتے اور پھر کہتے کہ کہو خدا کے سوا اور بھی معبود ہیں۔ مگر وہ یہی کہتے کہ اللّٰہ احد۔ اللّٰہ احد اللہ ایک ہے۔ اللہ ایک ہے۔ پھر وہ ان کے

پیروں میں رسیاں باندھ کر

کھنگروں والی گلیوں میں گھسیٹتے۔ جس سے ان کا تمام بدن پھولیاں ہو جاتا۔ مگر اس کے باوجود ان کی زبان سے یہی الفاظ نکلتے کہ اللّٰہ احد۔ اللّٰہ احد۔ اللہ اکیلا ہے۔ اللہ اکیلا ہے۔ ان کی یہ قربانی اللہ تعالےٰ کو ایسی پسند آئی کہ ایک دفعہ جبکہ وہ مدینہ میں اذان دے رہے تھے۔ کچھ نوجوانوں نے ہنسنا شروع کر دیا۔ بلالؓ چونکہ حبشی تھے اس لئے وہ أَشْهَدُ کہنے کی بجائے اَسْهَدُ کہا کرتے تھے جب

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

مدینہ میں تشریف لے آئے تھے۔ تو آپ نے حضرت بلالؓ کو مؤذن مقرر فرما دیا۔ مگر وہ ہمیشہ أَشْهَدُ کہنے کی بجائے اَسْهَدُ کہا کرتے تھے۔ کیونکہ وہ ش کا لفظ ادا نہیں کر سکتے تھے۔ مدینہ کے بچے اور حدیث العہد نوجوان ان کی اذان سنتے تو اَسْهَدُ ان لا الٰہ الا اللّٰہ کہنے پر وہ ہنس پڑتے۔

ایک دفعہ وہ اسی طرح ہنسے تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم بلالؓ کے اَسْهَدُ ان لا الٰہ الا اللّٰہ کہنے پر ہنستے ہو مگر میں نے کشفی حالت میں دیکھا ہے کہ خدا عرش پر بلال کے اَسْهَدُ کہنے پر خوش ہو رہا ہے۔ گویا جس چیز کو تم ہنسی اور تحقیر کا موجب سمجھ رہے ہو وہی اس کی شان کو بڑھانے والی اور اس کی عزت کو دوبالا کرنے والی ہے۔ کیونکہ اس نے اس وقت اسلام قبول کیا تھا جب تمام لوگ دشمن تھے اور اسلام کے قبول کرنے پر اسے بڑی بڑی اذیتیں دیا کرتے تھے۔

حضرت عثمانؓ

کے خلاف جب فتنہ اٹھا اور لوگوں نے آپؓ کو شہید کرنا چاہا تو اس وقت حضرت بلالؓ نے ان لوگوں کو سمجھایا اور کہا کہ اے لوگو تم ایسا نہ کرو ورنہ خدا تعالےٰ کا تم پر عذاب نازل ہوگا۔ لیکن لوگوں نے ان کی بات کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اور حضرت ابوبکرؓ کے ایک بیٹے نے آگے بڑھ کر حضرت عثمانؓ کی داڑھی پکڑ لی۔ حضرت عثمانؓ نے اسے کچھ نہیں کہا صرف نظر اٹھا کر آپ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا۔ اے میرے بھائی کے بیٹے اگر تیرا باپ اس جگہ ہوتا۔ تو وہ یہ حرکت نہ کرتا۔ معلوم ہوتا ہے۔ اس کے دل میں ابھی کچھ ایمان باقی تھا۔ اس کا ہاتھ کانپ گیا اور وہ پیچھے ہٹ گیا۔ مگر پھر ایک اور منافق آگے بڑھا اور اس نے آپ کو شہید کر دیا۔ غور کرو کہ صحابہؓ کتنی بڑی قربانیاں کرنے والے انسان تھے۔ کس طرح اسلام کی حفاظت کے لئے انہوں نے

دلیرانہ طور پر اپنی جانیں قربان کیں

مگر دوسری تیسری نسل ہی میں لوگوں کے اندر ایسا بگاڑ پیدا ہو گیا کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسوں کو میدان کربلا میں شہید کر دیا۔ حضرت معین الدین صاحب چشتیؒ جنہوں نے اسلام کے لئے اتنی بڑی قربانی کی تھی کہ وہ ایران سے ہندوستان آئے۔ اور بغیر ایک پیسہ لئے اسلام کی خدمت کرتے رہے۔ ان کی اولاد آج بھیک مانگ کر گزارہ کر رہی ہے۔ امراء حضرت معین الدین صاحب چشتیؒ کے ادب کی وجہ سے ان کی اولاد کو روپیہ دیدیتے ہیں جس سے وہ گزارہ کرتی ہے۔ ورنہ اپنی ذات میں ان کے اندر کوئی روحانیت باقی نہیں رہی۔ یہی حال حضرت

نظام الدین صاحب اولیاء اور حضرت فرید الدین صاحب شکر گنج سے تعلق رکھنے والوں کا ہوا انہوں نے ایک بہشتی دروازہ بنایا ہوا ہے اور جو لوگ وہاں عقیدت اور اخلاص کے ساتھ وہاں جمع ہوتے ہیں ان سے کہا جاتا ہے کہ اس دروازہ میں سے گذرو اور آگے چل کر نذر پیش کرو۔ اب بھلا وہ بھی کیا نذر ہوئی جو زبردستی لی جاتی ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ ظاہر اور باطن اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے انسان خواہ کس قدر تدبیریں کرے اللہ تعالیٰ کے فضل اور اسکی نصرت کے بغیر وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

مسیحیوں کو دیکھ لو

وہ تین سو سال تک غاروں میں رہتے رہے لیکن اُنہوں نے حضرت مسیح کو نہیں چھوڑا۔ رومی بادشاہ اس وقت بت پرست تھا اور اس نے حکم دیدیا تھا کہ جہاں کوئی عیسائی ملے اسے مار ڈالو چنانچہ وہ اپنی جانیں بچانے کے لئے غاروں میں رہنے لگے۔ میں نے اٹلی میں خود وہ جگہیں دیکھی ہیں۔ جہاں عیسائیوں نے پناہ لی۔ ان غاروں کو کیٹا کومبز کہتے ہیں قرآن کریم میں ان کا نام کہف رکھا گیا ہے وہاں جگہ جگہ کتبے لگے ہوئے ہیں اور ان پر شہید ہونے والوں کے حالات درج ہیں۔ ایک جگہ ایک لڑکے نے لکھا ہوا تھا کہ یہاں میری ماں مری پڑی ہے اور اتنے کھبائی اور انہیں مار دیئے گئے تھے اور وہ اسی جگہ دفن ہیں۔ اسے آئیوالے تو خدا تعالیٰ کی راہ میں ان جان دینے والوں کے لئے دعا کر کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند کرے اور انہیں اپنی رضا کا وارث کرے۔ غرض تین سو سال تک عیسائیوں کو ماریں پڑتی رہیں۔ اور بعد میں وہ اس وقت غاروں سے نکلے جب روم کا بادشاہ عیسائی ہو گیا۔ اس نے ایک خواب کی بناء پر عیسائیت کو قبول کیا۔ اور تمام ملک میں اعلان کر دیا کہ اب عیسائیوں کے لئے امن ہے۔ پھر یہ لوگ باہر نکلے مگر اتنی بڑی قربانی کرنے والے عیسائیوں کی اولادوں کا آج کیا حال ہے۔ انہوں نے مسیح کو جو خدا تعالیٰ کا ایک معمولی بندہ تھا خدا بنا یا ہوا ہے حالانکہ ان کے آباؤ اجداد محض توحید کو قائم رکھنے کے لئے تین سو سال تک غاروں میں رہے۔ تم ایک دن بھی غار میں نہیں رہ سکتے مگر وہ برابر تین سو سال تک غاروں میں اپنی زندگی بسر کرتے رہے وہ چوروں کی طرح رات کو باہر نکلتے اور لوگوں سے چھپ چھپ کر کھانے پینے کی چیزیں اپنے لئے مہیا کرتے۔ اندر ہی ان کے گرجے تھے اندر ہی ان کی شادیاں ہوتی تھیں اور اندر ہی ان کے بچے پیدا ہوتے تھے۔ نہ معلوم کتنی عورتیں وضع حمل کے وقت دائیوں کے نہ ملنے کی وجہ سے مر گئی ہونگی اور کتنے بچے تلف ہوئے ہونگے مگر انہوں نے سالہا سال ان تکلیفوں کو برداشت کیا اور

خدا تعالیٰ کی وحدانیت

کو چھوڑنے کا انہوں نے خیال تک نہ کیا مگر یہاں یہ حالت ہے کہ ۱۹۵۳ء میں چند مولویوں نے اپنے مخالفانہ وعظوں سے لوگوں کو جماعت کے خلاف بھڑکا دیا تو اس مخالفت کی وجہ سے کئی احمدی گھبرا گئے اور وہ شکائتیں کرنے لگے کہ ہمارا پانی بند کر دیا گیا ہے یا ہمیں فلاں فلاں تکلیف پہنچائی جا رہی ہے۔ میں نے پہلے بھی کئی دفعہ بیان کیا ہے کہ ان دنوں سیالکوٹ کے ضلع سے ایک عورت اکیلی ربوہ پہنچی اور اس نے کہا کہ ہمارے گاؤں میں ایک ہی کنواں ہے جس سے احمدیوں کو پانی لینے سے روک دیا گیا ہے اور اس وجہ سے جماعت کے لوگ سخت تکلیف میں ہیں۔ میں نے مردوں سے کہا کہ جاؤ اور ربوہ خبر دو۔ مگر انہوں نے کہا کہ کون جائے رستہ بڑا خطرناک ہے۔ اس پر میں اکیلی آگئی تاکہ میں آپ کو حالات سے باخبر کروں۔ ان دنوں اتفاقاً چار پانچ دوست باہر سے آئے ہوئے تھے میں نے ان کو کار دے کر کہا کہ فوراً جاؤ اور پانی کھلوا کر آؤ۔ چنانچہ وہ گئے اور انہوں نے پانی کھلوایا بلکہ ان کے جانے سے گاؤں کے لوگ اتنے ڈر گئے کہ انہوں نے کہا کہ احمدیوں کو پانی لینے سے کون روکتا ہے کسی نادان لڑکے نے انہیں روکا ہوگا ہم نے تو انہیں نہیں روکا ان کا حق ہے کہ آئیں اور پانی لے جائیں۔ مگر اتنی معمولی تکلیف پر ہی بعض لوگ مرتد ہو گئے

ایک پرانے احمدی تھے

جو ستر بہتر سال کی عمر کے تھے ان کے پاس بھی گاؤں کے لوگ پہنچے اور کہنے لگے کہ چلو اور مسجد میں چل کر توبہ کرو۔ اس نے کہا میں تو ہر وقت توبہ کرتے ہیں آج مجھ سے نئی توبہ کونسی کروانے لگے ہو۔ وہ کہنے لگے ہماری مراد اس توبہ سے نہیں بلکہ ہمارا مطلب یہ ہے کہ تم احمدیت سے توبہ کرو۔ وہ کہنے لگے میں اپنے سارے گناہوں سے تمہارے سامنے توبہ کرتا ہوں لوگ خوشی خوشی واپس چلے گئے۔ اور انہوں نے اپنے مولوی سے جا کر کہا کہ ہم تو اس سے توبہ کروا آئے ہیں۔ اس نے کہا کس طرح وہ کہنے لگے اس نے سب کے سامنے کہہ دیا ہے کہ میں اپنے سارے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔ وہ کہنے لگا اس قسم کی توبہ تو وہ تم سے بھی زیادہ کرتے ہیں۔ اگر اس نے واقعہ میں احمدیت سے توبہ کر لی ہے تو پھر اسے مسجد میں لاؤ اور ہمارے پیچھے نماز پڑھاؤ۔ چنانچہ وہ پھر اس کے پاس گئے وہ انہیں دیکھ کر کہنے لگا کہ اب پھر تم کیوں آگئے ہو۔ انہوں نے کہا ہم اس لئے آئے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ مسجد میں چل کر نماز پڑھیں تاکہ ہمیں یقین ہو کہ آپ نے احمدیت سے توبہ کر لی ہے۔ وہ کہنے لگا۔

میں نے تو اس لئے توبہ کی تھی

کہ مرزا صاحب کہتے تھے نمازیں پڑھو۔ روزے رکھو۔ زکوٰۃ دو۔ حج کرو۔ جھوٹ نہ بولو۔ شراب نہ پیو۔ جوا نہ کھیلو۔ کنچنیاں نہ نچواؤ۔ اب تم نے جب توبہ کروائی۔ تو میں خوش ہو گیا کہ چلو نمازیں بھی چھوٹیں روزے بھی گئے۔ زکوٰۃ بھی معاف ہوئی۔ حج بھی گیا۔ اب دن رات شرابیں پیئیں گے جوا کھیلیں گے۔ کنچنیوں کے ناچ دیکھیں گے۔ مگر تم تو پھر نمازیں پڑھانے کے لئے آگئے ہو۔ اگر نمازیں ہی پڑھانی تھیں۔ تو یہ نمازیں تو مرزا صاحب بھی پڑھایا کرتے تھے۔ پھر توبہ کرنے کا فائدہ کیا ہوا۔ وہ شرمندہ ہو کر اپنے مولوی کے پاس آئے۔ اور انہوں نے

یہ سارا واقعہ اُسے سنایا

وہ کہنے لگا میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اس نے ضرور کوئی چالاکی کی ہے۔ ورنہ اگر اس نے توبہ کی ہوتی تو یہاں آکر ہمارے پیچھے نماز کیوں نہ پڑھتا۔ اُس شخص کے بیٹے کے دل میں ایمان زیادہ تھا۔ اسے جب اپنے باپ کا یہ واقعہ معلوم ہوا تو وہ بہت ناراض ہوا۔ اور اس نے اپنے باپ کو کہا کہ تم نے اتنی کمزوری بھی کیوں دکھائی؟ کئی بیٹے مخلص ہوتے ہیں اور ماں باپ کمزور ہوتے ہیں اور کئی ماں باپ مخلص ہوتے ہیں اور بیٹے کمزور ہوتے ہیں۔ لیکن بہر حال اصل خوبی یہی ہے کہ قوم کو ہزاروں بلکہ لاکھوں سالوں تک لڈکل اور ایمان کی زندگی نصیب ہو اور اس کے افراد خدا تعالیٰ کے دامن کو ایسی مضبوطی سے پکڑے رکھیں کہ ایک لمحہ کے لئے بھی اس سے جدا ہونا انہیں گوارا نہ ہو۔ اور جماعت میں کبھی ایسے لوگ پیدا نہ ہوں جو

عبد اللہ بن سباء

کی طرح فتنہ برپا کرنے والے ہوں یا یزید کی طرح اسلام کو نقصان پہنچانے والے ہوں یہ لوگ اس لئے پیدا ہوئے کہ مسلمانوں کے ایک طبقہ کے اندر نہ خلافت پر سچا ایمان باقی رہا اور نہ اس کے مطابق انہوں نے قربانیاں کیں اگر وہ لاکھوں سال تک ایمان اور عمل صالح پر قائم رہتے تو لاکھوں سال تک خدا تعالیٰ کی حفاظت بھی اُن کے شامل حال رہتی۔ لیکن چونکہ تیس سال کے بعد ہی خلافت راشدہ ان میں باقی نہ رہی اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے زمانہ میں ہی فتنے پیدا ہونے شروع ہو گئے۔ اس لئے ہم سمجھتے ہیں اس وقت مسلمانوں کے ایک طبقہ کے اندر نور ایمان باقی نہیں رہا تھا اور جب نور ایمان باقی نہ رہا تو خدا تعالیٰ نے بھی اپنی نصرت کا ہاتھ اُن سے کھینچ لیا۔

آخر یہ کس طرح ہو سکتا ہے

کہ کسی جگہ نور ہو اور وہاں خدا نہ ہو۔ جہاں بھی ایمان اور عمل صالح کا نور ہو گا وہاں خدا ضرور ہو گا اور جہاں ایمان اور عمل صالح نہیں رہے گا وہاں خدا تعالیٰ بھی پیچھے ہٹ جائیگا دیکھو اگر آج مسلمانوں کے اندر وہی ایمان پایا جاتا۔ جو امام حسینؓ کے اندر پایا جاتا تھا یا حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے اندر پایا جاتا تھا تو کیا وہ دنیا میں ذلیل ہوتے؟ وہ ہر جگہ غالب ہوتے اور دنیا کی کوئی قوم اُن کا مقابلہ نہ کر سکتی اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آج بھی مسلمانوں کے پاس بادشاہت ہے مگر بادشاہت اصل چیز نہیں بلکہ

دل کی پاکیزگی اصل چیز ہے

یوں تو عیسائیوں کو بھی بادشاہت ملی ہوئی ہے مگر اس بادشاہت کے باوجود خدا تعالیٰ کی لعنتیں ان پر برس رہی ہیں۔ اسی طرح اسرائیل کے پاس بھی بادشاہت ہے۔ مگر قرآن کہتا ہے کہ داؤد اور مسیح کی بددعا کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے ان پر لعنت ڈالی ہوئی ہے۔ پس بادشاہت ملنے پر خوش نہیں ہو جانا چاہیئے اور نہ خدا تعالیٰ سے بادشاہت مانگنی چاہیئے۔ بلکہ خدا تعالیٰ سے یہ دعائیں کرنی چاہیئیں کہ خدایا تو ہمیشہ ہمارا اور ہماری اولادوں کا ساتھ دے اور ہم میں

نور ایمان

کو قائم رکھ اور ہمیں ایسے اعمال کے بجا لانے کی توفیق عطا فرما جو دنیا و آخرت میں تیری رضا کا موجب ہوں اس کے بعد خدا تعالیٰ جو کچھ چاہیے گا تمہیں عطا فرما دے گا۔ چنانچہ قرآن کریم نے مومنوں کو جو دعا سکھلائی ہے وہ یہی ہے۔ کہ ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار۔ یعنی اے خدا تو ہمیں دنیا میں بھی حسنہ دے اور آخرت میں بھی حسنہ دے اگر خالی دنیوی عزت ملے جس کے ساتھ اخروی عزت نہ ہو تو وہ ایک لعنت ہوتی ہے۔ جیسے یہود کو آج کل خالی دنیوی عزت ملی ہوئی ہے یا عیسائیوں کو صرف دنیوی عزت ملی ہوئی ہے مگر اخروی عزت سے انہیں کوئی حصہ نہیں ملا۔ لیکن خالی اخروی عزت بھی ایک بے ثبوت چیز ہوتی ہے۔ ثبوت والی چیز وہی ہوتی ہے جس میں دین اور دنیا دونوں اکٹھے ہوں۔ پس ربنا اٰتنا فی الدنیا و فی الاٰخرۃ حسنۃ میں

ہمیں یہ دعا سکھلائی گئی ہے

کہ الٰہی ہمیں دنیا میں بھی عزت بخش اور آخرت میں بھی ہمارے مقام کو بلند کر۔ اگر ہمیں دنیا ملے تو ہم اسے اپنی ذات کے لئے استعمال نہ کریں بلکہ تیرے دین کی شوکت کے لئے استعمال کریں بلکہ تیری رضا اور خوشنودی کے لئے اسے صرف کریں اگر ایسا ہو تو پھر انسان کو دنیا میں بھی عزت ملتی ہے اور خدا تعالیٰ کے حضور بھی اس کا رتبہ بڑھتا ہے۔ پس ہمیں یہ دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اولادوں کے ساتھ قیامت تک رہے۔ تاکہ اس کا نام ہماری نسلیں ہمیشہ بلند کرتی رہیں۔ وہ دنیا کے لئے ایک دوسرے کا گلا نہ کاٹیں۔ وہ دنیا کے لئے ایک دوسرے سے لڑیں نہیں بلکہ دنیا کے ملنے پر

دین کی اور زیادہ خدمت

کریں اور ہر قسم کی عزت ملنے کے باوجود دین کی خدمت کو ... نہ محسوس کریں۔ اور اگر کوئی

بادشاہ بھی ہو جاتے تو وہ فقیر سے زیادہ متواضع ہو۔ اب جو دنیا میں سید کہلاتے ہیں نہ معلوم وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسل میں سے ہیں یا نہیں۔ ممکن ہے ان میں سے بعض کسی فقیر کی نسل سے ہوں۔ اور کہلاتے سید ہوں۔ لیکن ان میں کتنا کبر پایا جاتا ہے۔ ہماری والدہ

خواجہ میر درد کی اولاد

میں سے تھیں جو مسلّم سید تھے۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ ہمارے ہاں ایک سیدانی مانگتی ہوئی آگئی۔ اور کہنے لگی کہ مجھے پیاس لگی ہے پانی پلاؤ۔ ہماری والدہ صاحبہ نے ایک خادمہ سے کہا کہ اسے پانی پلا دو۔ اس نے گھڑے میں سے گلاس بھر کر دیا۔ تو اس نے بڑے زور سے گلاس کو پرے پھینک دیا اور کہا "سیدانی نوں توں امتی دے گلاس وچ پانی پلاندی ہیں"۔ یعنی میں تو سیدانی ہوں مجھے امتی کے گلاس میں کیوں پانی دیتی ہو۔ ہماری والدہ صاحبہ نے ہنس کر کہا کہ میں بھی سیدانی ہوں۔ اب اس کے سیدانی ہونے میں تو شبہ ہی تھا۔ نہ معلوم وہ سچی تھی یا جھوٹی۔ مگر ہماری والدہ تو حقیقتاً سیدانی تھیں۔ خواجہ میر درد کی اولاد میں سے تھیں۔ اور ان کے والد نے یہ پیشگوئی کی ہوئی تھی۔ کہ ہمارا سلسلہ نسب ایک دن مہدی آخر الزمان کے ساتھ جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہؤا مخالف حالات میں ان کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور والدہ ام جان کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے شادی ہوگئی اور

ان کا شجرہ نسب

مہدی موعود سے آکر مل گیا تو اللہ تعالے کی طرف سے ہمیشہ ان لوگوں کو برکتیں ملتی ہیں جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی اولاد ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضرت امام حسنؓ اور حسینؓ بھی سید تھے۔ مگر ابوبکرؓ اور عمرؓ ان سے کم سید نہ تھے وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی رُوحانی اولاد تھے۔ اور ایسے مخلص تھے کہ انہوں نے آپ کے لئے جانیں قربان کرنے سے ذرا بھی دریغ نہیں کیا۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دعوٰی فرمایا تو مکہ والوں نے

آپؐ کی سخت مخالفت کی

ایک دفعہ آپ خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ سجدہ میں گئے۔ تو بعض شریروں نے آپؐ کی پیٹھ پر اونٹ کی اوجھڑی لاکر رکھ دی۔ اور چونکہ وہ بڑی بھاری تھی۔ آپؐ سجدہ سے سر نہ اٹھا سکے۔ حضرت فاطمہؓ کو اس بات کا علم ہؤا تو وہ روتی ہوئی آئیں اور انہوں نے آپؐ کی پیٹھ پر سے اوجھڑی ہٹائی۔ اسی طرح

ایک دفعہ کفار نے

آپ کے گلے میں پٹکا ڈال کر زور سے کھینچنا شروع کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ کو اس بات کا علم ہؤا تو وہ دوڑے ہوئے آئے اور آپ نے ان کفار کو ہٹایا اور فرمایا اے لوگو تمہیں خدا کا خوف نہیں آتا کہ تم ایک شخص کو محض اس لئے مارتے پیٹتے ہو کہ وہ کہتا ہے اللہ میرا رب ہے۔ وہ تم سے کوئی جائیداد تو نہیں مانگتا پھر تم اسے کیوں مارتے ہو۔

صحابہؓ کہتے ہیں

ہم اپنے زمانہ میں سب سے بہادر حضرت ابوبکرؓ کو سمجھتے تھے۔ کیونکہ دشمن جانتا تھا کہ اگر میں نے محمد رسول اللہ علیہ وسلم کو مار لیا تو اسلام ختم ہو جائے گا۔ اور ہم نے دیکھا کہ ہمیشہ ابوبکرؓ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے ہوتے تھے۔ تاکہ جو کوئی آپ پر حملہ کرے اس کے سامنے اپنا سینہ کر دیں۔ چنانچہ جب بدر کے موقعہ پر کفار سے مٹھ بھیڑ ہونی تھی تو صحابہؓ نے آپس میں مشورہ کر کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے

ایک عرشہ

تیار کر دیا۔ اور انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اس عرشہ پر تشریف رکھیں۔ اور ہماری کامیابی کے لئے دعا کریں۔ دشمنوں سے ہم خود لڑیں گے۔ پھر انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ گو ہمارے اندر بھی اخلاص پایا جاتا ہے۔ مگر وہ لوگ جو مدینہ میں بیٹھے ہیں وہ ہم سے بھی زیادہ مخلص اور ایماندار ہیں۔ انہیں پتہ نہیں تھا کہ کفار سے جنگ ہونے والی ہے۔ ورنہ وہ لوگ بھی اس لڑائی میں ضرور شامل ہوتے۔ یا رسول اللہ اگر خدانخواستہ اس جنگ میں ہمیں شکست ہو تو ہم نے

ایک تیز رفتار اونٹنی

آپ کے پاس باندھ دی ہے۔ اور ابوبکرؓ کو آپ کے پاس کھڑا کر دیا ہے۔ ان سے زیادہ بہادر اور دلیر آدمی ہمیں اپنے اندر اور کوئی نظر نہیں آیا۔ یا رسول اللہ آپ فوراً ابوبکرؓ کے ساتھ اس اونٹنی پر بیٹھ کر مدینہ تشریف لے جائیں اور وہاں سے ایک نیا لشکر کفار کے مقابلہ کے لئے لے آئیں جو ہم سے بھی زیادہ مخلص اور وفادار ہوگا

اس واقعہ سے اندازہ

لگا لو کہ ابوبکرؓ کتنی قربانی کرنے والا انسان تھا۔ مگر پھر ابوبکرؓ کے ایک بیٹے نے ہی حضرت عثمانؓ پر حملہ کیا۔ گو ابوبکرؓ کی نیکی کی وجہ سے وہ بچ گیا اور اس نے اپنا قدم پیچھے ہٹا لیا چنانچہ جب حضرت عثمانؓ نے اسے کہا کہ اے میرے بھائی کے بیٹے اگر تیرا باپ اس جگہ موجود ہوتا تو وہ ایسی حرکت نہ کرتا تو اس کا ہاتھ کانپ گیا۔ اور وہ نادم ہو کر پیچھے ہٹ گیا۔ مگر پھر وہ لوگ جو حملہ کرنے کے لئے مصر سے آئے ہوئے تھے اور جو درحقیقت عبداللہ بن سبا یہودی کے مرید تھے ان میں سے ایک شخص آگے بڑھا۔ اور اس نے

حضرت عثمانؓ پر حملہ کر دیا

یہ لوگ لیسے ظالم تھے کہ حضرت عثمانؓ کی بیوی آپ کو بچانے کے لئے آگے آئیں تو اس نے ان پر بھی تلوار چلا دی جس سے ان کی تین انگلیاں کٹ گئیں۔ اس وقت حضرت عثمانؓ کی بیوی نے ان سے کہا کہ اے لوگو تمہاری شرافت کو کیا ہؤا۔ عرب لوگ تو عورتوں کا بڑا لحاظ کرتے تھے۔ اس پر وہ خبیث کہنے لگا کہ آگے سے ہٹ جا ورنہ ہم تیری گردن بھی اُڑا دیں گے اب دیکھو یہ انہی لوگوں کی اولاد میں سے تھے۔ جنہوں نے اسلام کے لئے بڑی بھاری قربانیاں کی تھیں۔ مگر جب ان کی اگلی نسل میں نورِ ایمان باقی نہ رہا تو

خداتعالیٰ کی نصرت

بھی جاتی رہی وہ لوگ تباہ ہو گئے اس نظارہ کو دیکھتے ہوئے ہم کیا امید کر سکتے ہیں۔ کہ قیامت تک ہماری نسلیں خداتعالےٰ کی فرمانبردار رہیں گی۔ اور کبھی ان میں دنیاداری نہیں آئے گی دنیاداری تو اتنی جلدی آجاتی ہے کہ ایک دفعہ ہماری مجلس شوریٰ کا اجلاس ہو رہا تھا کہ ایک احمدی دوست کھڑے ہو گئے وہ ان دنوں حصار میں تھے ان کے بھائی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے۔ اور اب ان کے بیٹے بڑے بڑے عہدوں پر ہیں۔ اور کہنے لگے۔ کہ خلافت کا کیا فائدہ ہؤا۔ میرے متعلق ایک کیس کے سلسلہ میں انکوائری ہو رہی ہے خلیفہ صاحب کو چاہیئے کہ وہ جائیں اور گورنر کے پاس میری سفارش کریں۔ میں نے ان کے جواب میں کھڑے ہو کر کہا کہ میں ایسی خلافت پر لعنت بھیجتا ہوں۔ اگر خلافت کے یہی معنے ہیں کہ میں ان کے لئے گورنر کے پاس جا کر بھیک مانگوں تو میں اس کے لئے تیار نہیں۔ وہ آدمی نیک تھے میرے اس جواب پر انہوں نے کھڑے ہو کر معافی مانگ لی۔ اور کہا مجھ سے غلطی ہوئی ہے حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالےٰ کی طرف سے کھڑے کئے جاتے ہیں انہیں یہ ضرورت نہیں ہوتی کہ وہ دوسرے کے پاس جائیں۔ بلکہ دوسرے لوگ خود چل کر ان کے پاس آتے ہیں۔ دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک گوشۂ تنہائی میں رہنے والے تھے۔ مگر فنانشل کمشنر لاہور سے آپ سے ملنے کے لئے آیا۔ اسی طرح ۱۹۳۸ء میں گورنر پنجاب خود مجھ سے ملنے کے لئے منالی آیا۔ اس ملاقات کی تقریب اس طرح پیدا ہوئی کہ میں نے اپنی ہمشیرہ مبارکہ بیگم صاحبہ سے ایک دفعہ منالی کے پہاڑوں کا ذکر کیا کہ وہ بہت اچھے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجھے بھی دکھائیں۔ ان دنوں وہاں مسٹر برک اسسٹنٹ کمشنر لگے ہوئے تھے۔ اور چونکہ منالی میں رہائش کی جگہ کم ملتی ہے۔ اس لئے میں نے انہیں لکھا کہ آپ ہمارے لئے ڈاک بنگلہ کا انتظام کر دیں انہوں نے جواب دیا کہ آپ بڑی خوشی سے آجائیں آپ کے لئے ڈاک بنگلہ میں سات دن ٹھہرنے کا انتظام کر دیا گیا ہے۔ جب ہم کلو پہنچے تو میں نے

چوہدری مظفر الدین صاحب

کو جو اس وقت میرے پرائیویٹ سیکرٹری تھے تحصیلدار کے پاس بھیجا اور میں نے کہا ان سے پوچھو کہ ڈاک بنگلہ رکا ہؤا تو نہیں اگر رکا ہؤا نہ ہو تو ہم مقررہ وقت سے ایک دو دن پہلے ہی آجائیں۔ جب وہ گئے تو میں نے اپنی ہمشیرہ سے کہا کہ مجھے کوئی الہام تو نہیں ہؤا لیکن میرے دل میں بڑے زور سے یہ خیال پیدا ہؤا ہے کہ وہاں گورنر پنجاب مجھ سے ملنے کے لئے آئے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہؤا۔ چوہدری مظفر الدین صاحب واپس آئے تو کہنے لگے تحصیلدار کہتا تھا کہ اب پہلے اور پچھلے کا کوئی سوال نہیں۔ آپ کو اپنی پہلی اجازت بھی منسوخ سمجھنی چاہیئے۔ کیونکہ یہی حکم آگیا ہے کہ اب یہ بنگلہ کسی اور کو نہ دیا جائے۔ میں نے کہا اس سے وجہ بھی تو پوچھنی چاہیئے تھی۔ وہ کہنے لگے میں نے پوچھا تھا مگر انہوں نے کہا کہ میں بتا نہیں سکتا۔ میں نے چوہدری صاحب سے کہا آپ پھر جائیں۔ اور اس سے کہیں کہ تم تو نہیں بتاتے لیکن ہم تمہیں بتا دیتے ہیں کہ

اس کی وجہ یہ ہے

کہ گورنر صاحب آرہے ہیں۔ اب ہمارے بتا دینے پر تو آپ کو اقرار کر لینے پر کوئی حرج نہیں۔ چوہدری صاحب نے جب اس سے یہ بات کہی تو وہ ہنس پڑا اور کہنے لگا آپ کو کس طرح پتہ چلا کہ گورنر آرہا ہے۔ یہ امر تو بہت ہی مخفی رکھا گیا تھا خیر جب مجھے معلوم ہؤا کہ پہلا انتظام بیکار ہو گیا ہے تو میں نے ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کو بھیج دیا کہ وہاں جا کر کوئی مکان تلاش کریں۔ چنانچہ ایک ہندو جو سیشن جج تھا اس کا مکان ہمیں مل گیا اور ہم وہاں چلے گئے۔ دوسرے دن صبح کے وقت ہم سیر کے لئے گئے اور چار پانچ گھنٹے باہر رہے۔ نماز پڑھ کر ہم واپس آرہے تھے کہ تحصیلدار صاحب میرے پاس دوڑتے ہوئے آئے اور کہنے لگے۔ میں نے جو خط آپ کو بھیجا تھا وہ آپ کو مل گیا ہے یا نہیں میں نے کہا نہیں۔ میں تو ابھی باہر سے آرہا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ

گورنر صاحب

نے مجھے ایک خط دیا تھا اور کہا تھا کہ آپ کو پہنچا دیا جائے۔ اور آپ کے گھر سے کسی فلاں آدمی نے دستخط کئے ہیں۔ میں نے کہا۔ اس نام کا تو ہمارے ساتھ کوئی آدمی نہیں وہ کہنے لگے آپ گو مجھے اطلاع بھجوائیں ایسا نہ ہو کہ وہ خط ضائع ہو جائے۔ اور

دعوت ولیمہ ۔ قادیان ۷ راکتوبر ۔ آج بعد نماز مغرب میاں فتح محمد صاحب نانبائی درویش قادیان نے دعوت ولیمہ دی جس میں مقامی درویشان کو مدعو کیا گیا۔ اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے موجب برکت اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے ۔ آمین ۔

گورنر صاحب مجھ پر ناراض ہوں۔ واپسی میں میں نے اپنی ہمشیرہ اور ام طاہر مرحومہ سے کہا کہ

یہ وہی بات ہے۔

جو میں نے کہی تھی۔ اور گو وہ خط میں نے ابھی تک نہیں دیکھا مگر اس میں یہی مضمون ہوگا کہ میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ گھر پہنچنے پر خط کھولا تو اس میں لکھا ہوا تھا کہ اگر کل عصر کے وقت آپ میرے ساتھ چائے پئیں تو آپ کا مجھ پر بڑا احسان ہوگا۔ پھر ہم نے تحقیق کی کہ اس چٹھی کو وصول کس نے کیا تھا۔ تو معلوم ہوا کہ ہمارے ہاں کوئی مہمان آئے ہوئے تھے انہوں نے اس وقت دستخط کر دیئے تھے۔ کیونکہ گھر میں اور کوئی آدمی نہیں تھا چونکہ میرے دل میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے پہلے ہی یہ خیال ڈالا گیا تھا کہ گورنر پنجاب مجھ سے کانگڑہ کے ضلع میں ملیں گے۔ اس لئے میں نے ان سے ملنا منظور کرلیا دوسرے دن مقررہ وقت پر میں ان سے ملا۔ اور ان کا بیٹا جو کانگڑہ کے ضلع میں ڈپٹی سی تھا اور ان کی بہو بھی وہاں موجود تھیں انہوں نے اپنے بیٹے اور بہو کو میرے سامنے اسی طرح پیش کیا جیسے میں نواب ہوں اور وہ میرے نوکر ہیں۔ اور پھر پانچ بجے سے لے کر نو بجے تک پورے چار گھنٹے وہ مجھ سے باتیں کرتے رہے۔ چونکہ رات زیادہ ہوگئی تھی اور پہاڑوں پر سردی ہوتی ہے۔ اس لئے ملازم نے کمبل لا کر جو انہوں نے میرے پیروں پر ڈال دیا۔ میں نے ان سے ایک دفعہ کہا کہ اب وقت زیادہ ہو گیا ہے اور پہاڑی علاقہ ہے۔ وہ کہنے لگے

آپ کچھ فکر نہ کریں

میری ڈانڈی آپ کو لے جائے گی۔ اور پولیس آپ کے ساتھ جائے گی۔ چنانچہ رات کے نو بجے ہم اٹھے اور سرکاری ڈانڈی جس کے ساتھ حفاظت کے لئے پولیس مقرر تھی مجھے اپنے مکان پر پہنچانے کے لئے بھجوائی گئی۔ اب بتاؤ کہ جس سے ملنے کے لئے خود گورنر آئے اور اس کے سامنے اپنے بیٹے اور بہو کو پیش کرے اسے کیا ضرورت ہے کہ وہ کسی کی سفارش کے لئے گورنر کے پاس جائے۔ اگر ہماری آئندہ اولادیں بھی ایسی ہی باغیرت ہوں تو ہمارے لئے خوشی کا مقام ہے۔ لیکن اگر خدانخواستہ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں کے لئے مارے مارے پھرنے لگیں اور دنیا طلبی کی خواہش ان میں پیدا ہوگئی۔ تو پھر ان کا وجود نہ دین کے لئے مفید ہوگا اور نہ دنیا میں وہ کوئی عزت حاصل کر سکیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو

دنیا طلبی سے اتنی نفرت تھی

کہ ہمارے بڑے بھائی مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم نے تحصیلداری کا امتحان دیا۔ تو حضرت صاحب کو بھی انہوں نے دعا کے لئے لکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کا رقعہ پڑھ کر سخت غصہ آیا اور آپ نے اسے پھاڑ دیا۔ مگر ادھر آپ نے رقعہ پھاڑا اور ادھر آپ کو الہام ہوا کہ پاس ہو جائے گا۔ (تذکرہ صفحہ ۱۲۵) چنانچہ اللہ تعالےٰ نے ایسا فضل کیا کہ وہ پاس ہو گئے۔ اور ترقی کرتے کرتے بمقام ڈپٹی کمشنر ہو کر ریٹائر ہوئے۔ تو اللہ تعالےٰ جن کو روحانی مراتب عطا فرماتا ہے۔ ان کو ضرورت نہیں ہوتی کہ وہ دنیا کے لوگوں کے پاس جائیں۔ بلکہ دنیا کے لوگوں کو ضرورت ہوتی ہے۔ کہ وہ ان کے پاس آئیں۔ اور ان سے فیض اٹھائیں۔ ایک دفعہ کشمیر کے فسادات کے سلسلہ میں میں شملہ گیا اور

لارڈ ولنگڈن سے ملا

ملاقات کے بعد لارڈ ولنگڈن کا سیکرٹری میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرا اسسٹنٹ جو مسٹر گریفن کا پوتا ہے وہ آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ میں نے ان سے کہیں ذکر کیا تھا کہ مسٹر گریفن کا میرے دادا سے بڑا تعلق رہا ہے اور اس کی کئی چٹھیاں ہمارے دادا کے نام موجود ہیں۔ اس نے اس بات کا اپنے اسسٹنٹ سے ذکر کر دیا کیونکہ وہ

مسٹر گریفن کا پوتا تھا

اور اس نے مجھ سے ملنے کی خواہش کی۔ چنانچہ وہ مجھ سے ملا اور کہنے لگا کہ میں اپنے دادا کی وہ چٹھیاں دیکھنا چاہتا ہوں جو انہوں نے آپ کے دادا کو لکھی تھیں میں نے کہا کہ وہ کتاب البریہ میں چھپی ہوئی ہیں۔ آپ جب چاہیں وہاں سے دیکھ سکتے ہیں۔ مسٹر گریفن امرتسر کا کمشنر تھا اور اس زمانہ میں کمشنر کے اختیارات گورنر کے برابر ہوا کرتے تھے اور کمشنری بھی صرف امرتسر کی ہی ہوا کرتی تھی جب ہم وہاں سے فارغ ہو کر باہر نکلے تو سامنے سے وائسرائے اپنی موٹر میں آرہا تھا اس کا کوئی دانت خراب تھا وہ ڈاکٹر کو دکھانے کے لئے جارہا تھا۔ اس نے جب مجھے دیکھا تو دور سے ہی مجھے سلام کرنا شروع کر دیا۔ مگر میں نے نہ پہچانا کہ یہ کون شخص ہے۔ چنانچہ میں نے

درد صاحب سے پوچھا

کہ یہ کون ہے جس نے سلام کیا ہے۔ وہ کہنے لگے ابھی تو آپ ان سے مل کر آئے ہیں یہ لارڈ ولنگڈن تھے اور انہوں نے تو آپ کو دیکھ کر دور سے ہی سلام کرنا شروع کر دیا تھا۔ میں نے کہا میں نے تو نہیں پہچانا شاید وہ اپنے دل میں خیال کرتے ہوں گے کہ بڑے مغرور سے آدمی ہیں میں نے سلام بھی کیا۔ مگر انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ حالانکہ میں نے یہ سمجھا تھا کہ کوئی اجنبی آدمی ہے۔ جو کسی اور کو سلام کر رہا ہے۔

تو اللہ تعالےٰ خود ہی اپنے بندوں کا دوسرے لوگوں کے دلوں پر رعب ڈال دیتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک مہینہ کی مسافت پر بھی میرا دشمن ہو تو اللہ تعالےٰ اس پر میرا رعب ڈال دیتا ہے۔ یہ رعب اپنے اپنے درجہ اور مقام کے مطابق ہوتا ہے کسی کا مہینہ بھر کی مسافت تک رعب جاتا ہے کسی کا چند دنوں کے فاصلہ تک رعب جاتا ہے۔ کسی کا چند گھنٹوں کے فاصلہ تک رعب جاتا ہے۔ مگر ہوتا یہی ہے کہ جو لوگ اللہ تعالےٰ کے ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کا ہو جاتا ہے۔

شذرات

متحدہ عرب جمہوریہ میں آزادی مذہب

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

روزنامہ اجمل بمبئی مورخہ ۱۹ر ستمبر ۱۹۵۸ء

دمشق ۱۷ر ستمبر۔ متحدہ عرب جمہوریہ کے وزیر امور مذہبی جناب احمد حسین بکوری نے کل جمعی یں اخباری نمائندوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ عرب جمہوریہ کے افراد اب علاقے یا مذہب کی بنیاد پر کوئی تفریق نہیں کی جائے گی۔

مسٹر بکوری نے جو شام کے دورے پر آئے ہوئے ہیں بتایا کہ صدر ناصر بھی شام ہی میں یہ اعلان کر چکے ہیں کہ اس قسم کے امتیازات ختم کر دیئے جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ مغربی سامراج مذہبی اختلافات کو نہ صرف عیسائیوں اور مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے درمیان بھی ہوا دے رہا ہے۔ اور عرب جمہوریہ کے عوام کو سامراج کی ان چالوں سے ہوشیار رہنا چاہیئے۔ جو پوری عرب قوم کو اپنا محکوم بنانے کے لئے چل رہا ہے۔

یہ ہے وہ رپورٹ جو بمبئی کے سب سے معتبر اور مستند روزنامہ میں شائع ہوئی ہے۔ کیا اس رپورٹ سے ہندوپاک کے اخباروں کی اس خبر پر کوئی روشنی پڑتی ہے۔ کہ جماعت احمدیہ شام میں ممنوعہ قرار دیدی گئی ہے؟

ہمیں افسوس ہے کہ جن صحافیوں نے بڑے طمطراق سے خبر شائع کی تھی۔ اس رپورٹ میں ان کی کچھ حوصلہ افزائی نہیں کی گئی بلکہ انہیں سامراجیوں کا ایجنٹ قرار دیا گیا ہے۔ اس رپورٹ سے بفضلہ تعالےٰ جماعت احمدیہ کی پوزیشن تو بالکل واضح ہوگئی۔ لیکن اب ذرا قدرت کا دوسرا پہلو دیکھیئے۔ کہ متحدہ عرب جمہوریہ عربیہ میں جماعت اخوان المسلمین غیر قانونی قرار دیدی گئی ہے جو ہندوپاک کے سیاسی علماء کا قبلہ و کعبہ تھی۔ اس کے کچھ ممبر تو گولی سے اڑا دیئے گئے ہیں کچھ جیل کی چکی پیس رہے ہیں اور جو باہر ہیں ان کی زبان بند کر دی گئی ہے۔

یہ لوگ چلے تھے الزام دینے جماعت احمدیہ پر مگر قصور اپنا نکل آیا۔ یہ لوگ احمدیوں کو سامراجی کہتے ہیں مگر جمہوریہ عرب کے لیڈر ان لوگوں کو سامراجیوں کا ایجنٹ کہتے ہیں۔

جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

تبلیغی دورہ

(بقیہ صفحہ ۲)

جماعت احمدیہ کی خوشکن تبلیغی مساعی پر روشنی ڈالی۔ اور ۱۰½ بجے شب یہ اجلاس بخیر و خوبی ختم ہوا۔

دونوں ہمارے جلسوں میں غیر احمدی اور غیر مسلم دوست شریک ہوتے رہے غیر مسلموں نے تقاریر سن کر اقرار کیا۔ کہ احمدی جس رنگ میں اسلام اور اسکی تعلیمات کو پیش کرتے ہیں۔ وہ قابل مبارکباد ہے۔ ان کی تقاریر سن کر غیر مسلموں کو بھی اسلام سے ایک محبت و کشش پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ رنگ غیر احمدی علماء میں نظر نہیں آتا۔

روانگی از کروناگاپلی برائے مدراس

خاکسار اور مکرم نوجوان صاحب ۲۲ر ستمبر کو کروناگاپلی سے مدراس کے لئے روانہ ہوگئے۔ کوئیلون سے Thivandrum ارنیکلم پہنچ کر ٹریونڈرم ایکسپریس کے ذریعہ ۲۴ر ستمبر کی صبح کو بخیریت مدراس پہنچ گئے۔ فالحمد للہ علےٰ ذالک۔ مکرم مولوی عبد اللہ صاحب فاضل ۲۳ر ستمبر کو کروناگاپلی سے مالابار کے لئے روانہ ہو گئے ہوں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اُن کی صحت و عمر میں برکت دے۔ وہ باوجود بڑھاپے اور کئی عوارض میں مبتلا ہونے کے برابر خدمت اسلام کا کام کئے جا رہے ہیں۔ اُن کی تبلیغی مساعی نے علاقہ مالابار و ٹراونکور میں خوشکن نتائج پیدا کئے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

الغرض یہ تبلیغی دورہ بفضلہٖ تعالیٰ کامیاب رہا۔ ۱۱۸۵ میل کا سفر کیا گیا۔ سات تبلیغی جلسے منعقد ہوئے۔ اور آٹھ احباب بیعت کر کے داخل سلسلہ ہوئے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اس دورہ کے مزید خوشگوار اور نیک نتائج پیدا کرے۔ تاکہ ان علاقوں میں لوگ حقیقی اسلام سے واقف ہو جائیں۔ اور احمدیت کی نعمت سے بھی بہرہ ور ہوں اللّٰھم آمین۔

اخبار بدر کا جلسہ سالانہ نمبر۔ حسب اعلان آئندہ پرچہ جلسہ سالانہ نمبر ہوگا اس نمبر کی ضخامت بڑھ جانے اور جلسہ کے دنوں میں دیگر مصروفیات کے باعث ۲۳ر اکتوبر کا پرچہ شائع نہ ہوگا۔ احباب نوٹ فرمالیں — ادارہ

"سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ" کی اشاعت پر

روزنامہ "حقیقت" لکھنؤ کا تبصرہ

نظارت ہذا کی طرف سے یہ کتاب حکومت پنجاب اور مرکزی حکومت کے بعض اعلیٰ افسران کی خدمت میں بھجوائی گئی تھی۔ نیز بعض اخبارات کے ایڈیٹر صاحبان کی خدمت میں تبصرہ کے لئے بھجوائی گئی۔ چنانچہ اس پر موقر روزنامہ حقیقت لکھنؤ نے جو تبصرہ اپنی یکم اکتوبر ۱۹۵۸ء کی اشاعت میں کیا ہے وہ درج ذیل کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ عالیجناب ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب گورنر بہار اور جناب سردار گیان سنگھ صاحب راڑیوالہ کے خطوط بھی موصول ہو چکے ہیں۔ جنہیں بوجہ موجودہ اشاعت میں عدم گنجائش کے باعث اگلے پرچہ میں دیا جائے گا۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

"ناشر: ناظر دعوت و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان (پنجاب) کتابی سائز۔ صفحات ۱۶۸ قیمت درج نہیں ہے۔

اس کتاب میں سکھ مسلم اتحاد کی جھلکیاں جو دکھائی گئی ہیں وہ اپنی افادیت کی وجہ سے اس کی مستحق تھیں کہ ان کو گزشتہ کے بھیانک دور میں سکھوں اور مسلمانوں کے سامنے پیش کیا جاتا۔ یہ کتاب گرو صاحبان کے سوانح حیات اور ان کے مذہبی عقائد و خیالات پر مشتمل ہے کو ایک چھوٹا سا کتب خانہ ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سکھوں کے سب سے پہلے گرو بابا نانک نے بغداد کے ایک کامل فقیر شاہ مراد سے علم باطنی اور ظاہری حاصل کیا تھا۔ اور بابا نانک ایک مسلمان رئیس کے زیر سایہ پرورش بھی پائی تھی۔ خود گرو جی خدائے واحد کے پرستار تھے۔ اسی کی تبلیغ وہ اپنے پرستاروں میں کرتے رہے۔ قریب قریب سب ہی گرو صاحبان نے بمقابلہ ہندوؤں کے مسلمانوں سے زیادہ میل جول رکھا۔ یہ اور بات ہے کہ بعض مسلم بادشاہوں سے غلط فہمی کی بناء پر بعض گرو صاحبان کی شکر رنجی ہو گئی۔ لیکن صحیح واقعات کا علم ہوتے ہی یہ شکر رنجی محبت اور اتحاد میں تبدیل ہو گئی۔

گورو نانک صاحب کی یادگار میں جو چیزیں بتائی جاتی ہیں ان میں وہ پوتھی بھی شامل ہے جو دراصل ایک قرآن شریف بخط حمائل ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ گرو جی اس حمائل شریف کو اپنے ساتھ مکہ اور مدینہ کے سفر میں لے گئے تھے۔ اس کے علاوہ چولا صاحب کے نام سے ڈیرہ بابا نانک کے بیدی صاحبان کے پاس قرآن مجید کی بعض آیات بخط عربی موجود ہیں۔ اس چولے صاحب کے سلسلے میں سالانہ دو دن تک ڈیرہ بابا نانک میں بڑا میلہ لگتا ہے اور سکھ عقیدت مند دور دور سے آکر اس چولے صاحب کی زیارت کرتے ہیں۔

ان دو ناقابل تردید حقیقتوں کے بعد یہ کہنا کہ سکھ مسلمانوں سے بالکل جدا ہیں یا مسلمان سکھ سے جدا ہیں ایسا ہی ہے جیسا کہ خود اپنے وجود سے انکار کرنا۔ بلاکم و کاست یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب سکھوں اور مسلمانوں کو بھولا ہوا سبق یاد دلا کر باہمی میل و محبت کی دعوت دیتی ہے۔

غالباً کتاب درخواست کرنے پر انجمن احمدیہ قادیان (پنجاب) سے مل سکے گی۔"

احباب

نوٹ کر لیں کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے تجارتی صیغہ "احمدیہ بکڈپو" نے اپنی قیمتوں پر نظر ثانی کر کے کتابیں نہایت ہی ارزاں کر دی ہیں۔ اس لئے اپنی اور اپنے احباب کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مقدم طور پر بکڈپو سے ہی کتب خرید فرمایا کریں۔ بلکہ صرف اپنے ہی ... کی تحریک کریں کہ صدر انجمن احمدیہ کی آمد بڑھا کر ثواب حاصل کرنے والے بنیں۔ فہرست کتب آنہ کے ٹکٹ بھیج کر مفت طلب کریں۔

المعلن عبدالعظیم منیجر احمدیہ بکڈپو صدر انجمن احمدیہ قادیان

چارکوٹ کے احمدی

اخبار بدر مورخہ ۲۱ راگست ۱۹۵۸ء میں ایک خبر بعنوان "چارکوٹ کے مظلوم احمدی" شائع ہوئی تھی۔ اس پر جناب پراونشل امیر صاحب جماعت ہائے احمدیہ صوبہ جموں نے یہ اطلاع دی ہے کہ یہ خبر غلط اطلاع کی بناء پر شائع ہوئی ہے۔ چارکوٹ کے احمدی خیریت سے ہیں۔ اور سرکاری حکام کا سلوک ان سے بفضلہ تعالیٰ اچھا ہے۔ ہمیں اس خبر کی اشاعت کا افسوس ہے۔ (ایڈیٹر)

صوبہ اڑیسہ کے وزراء اور سرکاری افسران سے

احمدیہ وفد کی ملاقات

مورخہ ۱۶ ستمبر کو نیا پٹنہ علاقہ نگریا میں ایک انڈسٹری کے افتتاح کے لئے صوبہ اڑیسہ کے دو وزیر، بعض ممبران اسمبلی، سرکاری افسران اور کانگریسی لیڈر تشریف لائے۔ خاکسار بعض احمدی احباب کی معیت میں معزز مہمانوں کی ملاقات کے لئے وہاں پہنچا۔ مگر چونکہ تمام معزز مہمان انڈسٹری کے افتتاح کے لئے گئے ہوئے تھے۔ اس لئے ان کی قیامگاہ پر انتظار کرنا پڑا۔ وہاں بعض کانگریسی کارکن، وکلاء اور افسران موجود تھے۔ انہیں لٹریچر دیا گیا۔ اور احمدیہ البم سے تصاویر دکھائی گئیں جن سے وہ سب متاثر ہوئے۔ انہیں بیرونی ممالک کے مشنوں اور مساجد کے بارہ میں بھی معلومات بہم پہنچائی گئیں۔

محترم وزراء کے تشریف لانے پر جناب راجہ نانا رتھ صاحب وزیر ڈیویلپمنٹ کی قیامگاہ پر ہمارے وفد نے ان سے ملاقات کی۔ انہوں نے بڑے احترام کے ساتھ صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے بارہ میں دریافت فرمایا کہ وہ کہاں ہیں۔ انہیں بتایا گیا کہ وہ قادیان میں تشریف رکھتے ہیں۔ انہوں نے صاحبزادہ صاحب کی بہت تعریف کی۔ اس کے بعد ان سے مذہبی گفتگو ہوتی رہی جس میں ہم نے حاکم اور رعایا کے مابین فرائض اور ذمہ داریوں کے متعلق اسلامی تعلیم پیش کی۔ بعد ازاں ان کی خدمت میں نیز بعض دوسرے افسران کی خدمت میں لٹریچر پیش کیا گیا۔

اسکے بعد ہمارا وفد جناب وشنو پرساد صاحب وزیر انڈسٹری و رسل و رسائل کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے بھی محترم صاحبزادہ صاحب کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ دوران گفتگو انہوں نے اسلامی تعلیمات کو سراہا اور ہمارا لٹریچر خوشی سے قبول فرمایا۔

محترم صاحبزادہ صاحب کے دورہ کی وجہ سے خدا کے فضل سے احمدیت کے عقائد سے اڑیسہ کا معزز طبقہ اچھی طرح سے واقف اور متاثر ہو چکا ہے اور تمام افسران یہ سمجھ چکے ہیں کہ جماعت احمدیہ امن پسندانہ تعلیم و عقائد کی ایک بین الاقوامی جماعت ہے۔

خاکسار سید فضل عمر مبلغ کوٹ پلہ اڑیسہ

درخواست دعا

ایک ہندو دوست بابو اوتار نرائن کے ایک بچے کی دائیں ٹانگ کسی عارضہ کے باعث ناکارہ ہو گئی ہے۔ ڈاکٹروں نے جواب دے دیا۔ اب حکیم محمد سعید صاحب انچارج مبلغ سرینگر نے علاج شروع کیا ہے احباب جماعت بچے کی شفایابی کے لئے دعا کریں۔

عبدالحمید محمود از سرینگر کشمیر